27/24

ایک ایسا پیغام

جو مستقل افادیت کا حامل ہے

آپ لوگوں کو آنے والے خطرات سے غافل نہیں ہونا چاہیئے۔ شرعی حکومت کا قیام ایک وقتی ضرورت ہی نہیں بلکہ یہ تو ایک قومی اور مذہبی فریضہ بھی ہے "برٹش اقتدار" کی تباہ کاریوں سے محفوظ رہنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم منظم اور متحد ہو جائیں ہمیں اپنے خانگی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر متحد ہو جانا چاہیئے اور دشمن کے مقابلے میں ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بننا چاہیے۔ ان اغراض و مقاصد کے لئے ہمارے پاس شرعی حکومت سے عمدہ ذریعہ اور کوئی نہیں ہے جس کے ذریعے ہم متحد ہو کر اپنا تحفظ کر سکیں۔

یاد رکھو!

اگر اس موقع پر آپ نے ذرا سی بھی غفلت کی تو پھر غلامی مقدر ہو چکی ہے اور اس "سیاہ دیو" کا لقمہ بننے سے پھر ہم بچ نہیں سکتے۔ ہمیں اپنے اعمال اور کردار کو بالکل اسلامی سانچے میں ڈھالنا چاہیئے۔ خداوند کریم ہمارے ساتھ ہے۔

(حضرت اخوند صاحب سواتی قدس سرہٗ کا عمائدین علاقہ سے خطاب)

ہدیہ: ڈیڑھ روپیہ

۱۸ر دسمبر ۱۹۸۱ء

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ و تشریح ۔۔۔ حضرت مولانا احمد علی قدس سرہٗ

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰہُ رَجُلًا سَمْحًا اِذَا بَاعَ وَاِذَا اشْتَرٰی وَاِذَا اقْتَضٰی۔

(رواہ البخاری)

جابرؓ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ رحم کرے اس شخص پر جو جب بیچتا ہے اور خرید کرتا ہے اور قرض کا تقاضا کرتا ہے تو نرمی کرتا ہے۔

تشریح: اس حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نرم طبیعت والے مسلمان کے لئے دعاءِ رحمت فرمائی ہے جو خرید و فروخت اور مقروض سے قرض خواہی کے وقت نرمی سے پیش آتا ہے۔ (اللہ تعالےٰ ہم سب کو ایسا بننے کی توفیق دے۔ آمین)

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰکِلَ الرِّبٰوا وَمُوْکِلَہٗ وَکَاتِبَہٗ وَشَاھِدَیْہِ وَقَالَ ھُمْ سَوَاءٌ۔

(رواہ مسلم)

جابرؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، کھلانے والے، لکھنے والے اور دونوں گواہوں پر لعنت بھیجی ہے اور آپؐ نے فرمایا سب پر لعنت برابر ہے۔

تشریح: سود خوری اعلیٰ درجہ کی بد اخلاقی ہے۔ لہٰذا جو شخص بھی اس میں شامل ہوگا۔ وہ مجرم قرار دیا جائے گا۔ گناہ میں تو سب شامل ہوں گے۔ البتہ حصّے کے تھوڑے یا زیادہ ہونے کا فرق ضرور رہے گا۔

عَنْ اَبِی الْیَسَرِؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا اَوْ وَضَعَ عَنْہُ اَظَلَّہُ اللّٰہُ فِیْ ظِلِّہٖ (رواہ مسلم)

ابوالیسرؓ سے روایت ہے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپؐ نے فرمایا جو شخص تنگدست کو مہلت دے یا اسے قرض معاف کر دے اسے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ دے گا۔

تشریح: یعنی اس شخص کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی گرمی سے بچائے گا یا اسے اپنے عرش کے سائے کے نیچے بٹھائے گا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ یَزِیْدَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ نَھٰی عَنِ النُّھْبَۃِ وَالْمُثْلَۃِ۔

(رواہ البخاری)

عبداللہ بن یزید رضؓ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہے کہ آپؐ نے لوٹنے اور انسانی اعضاء کے کاٹنے سے منع فرمایا ہے۔

تشریح: ایک حدیث شریف میں ہے جس کا کھانا پینا، پہننا حرام کے مال سے ہو، اُس کی دعا کیسے قبول ہو۔ لہٰذا لوٹنے والا ایک تو دوسرے بھائی کا مجرم ہوگا، علاوہ اس کے عبادت قبول نہ ہونے سے مردودِ بارگاہِ الٰہی بھی ہوگا۔

مُثلہ یہ ہے کہ کسی کو ناک یا کان یا کسی اور عضو کے کاٹنے کی سزا دی جائے۔ یہ حرام ہے۔ ہاں قصاص کے طور پر ہو تو جائز ہوگی۔

خط وکتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں ورنہ تعمیل نہ ہو سکے گی۔ (مینجر)

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

۲۰ر صفر مظفر ۱۴۰۲ھ ٭ ۱۸ر دسمبر ۱۹۸۱ء
جلد ۲۷ ٭ شمارہ ۲۴

اس پرچہ میں

بدل اشتراک سالانہ ۶۰/- روپے ششماہی ۳۰/- روپے سہ ماہی ۱۵/- روپے، فی پرچہ ڈیڑھ روپے

پبلشر مولانا عبیداللہ انور، پرنٹر [illegible] مطبع [illegible] لاہور

مستحسن فیصلہ

چند دن قبل جمعیۃ علماء اسلام کے سیکرٹری جنرل مولانا عبیداللہ انور کی دعوت پر جمعیۃ کے مرکزی اور صوبائی رہنماؤں کا جو غیر رسمی اجلاس شیرانوالہ دروازہ لاہور میں منعقد ہوا اس میں ان رہنماؤں نے مولانا پر زور دیا کہ وہ پالیسی امور کو خود کنٹرول کریں۔ اور ان لوگوں کے خلاف تادیبی کارروائی کریں جو جمعیۃ کی طے شدہ پالیسی کے برعکس بیانات دیتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اگلے دن مولانا کی طرف سے اخبارات کو ایک بیان جاری کیا گیا، جس میں کارکنوں پر زور دیا کہ وہ میرے نام سے منسوب جعلی بیانات پر توجہ نہ دیں اور جو ہدایات جماعت کے سلسلہ میں باضابطہ طور پر میری طرف سے جاری ہوں ان کے مطابق کام کریں۔ نیز انہوں نے واضح کیا کہ جمعیۃ اپنے شاندار ماضی کی طرح اپنے سٹیج پر کام کرتی رہے گی اور کسی اس قسم کے گروپ یا جماعت سے تعلق روا نہیں رکھے گی جس نے انسانیت کی قبا کو تار تار کیا ہے۔

مولانا مفتی محمود کے سانحہٗ ارتحال کے بعد جمعیۃ جس داخلی پریشانی سے دو چار ہوئی وہ ایک افسوسناک امر تھا اس سے جماعت سے وابستہ لاکھوں کارکن جہاں پریشانی کا شکار ہوئے وہاں ان لاتعداد لوگوں کو بھی پریشانی ہوئی جو اس ملک میں دینی اقدار و روایات کی پاسداری اور ان کے تحفظ و نفاذ کے سلسلہ میں جمعیۃ کے سابقہ کردار سے واقف ہونے کے سبب اب بھی اس سے نیک توقعات وابستہ رکھتے ہیں ۔۔۔ ہمارے یہاں کی ہر جماعت میں ایک ایسی فضا پیدا ہو گئی یا پیدا کر دی گئی ہے کہ بہت کم اصولوں کا لحاظ و خیال رکھا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے بالعموم حالات خرابی کا شکار ہوتے ہیں اور اچھی اچھی جماعتیں اپنا مقام کھو بیٹھتی ہیں۔

یہ بات بہرحال باعث مسرّت ہے کہ حضرت حافظ الحدیث شیخنا المعظم مولانا محمد عبداللہ درخواستی زید مجدھم نے صورت حال کا سختی سے نوٹس لیا اور کسی " " سے وابستگی اور کسی بھی قسم کے اتحاد و تعاون

کا یکسر انکار کر کے واضح کر دیا کہ بوریہ نشین سیاسیات کے نشیب و فراز سے زیادہ بہتر واقف ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی آئندہ کے لئے جماعتی نظم کے اہم ترین منصب پر حضرت مولانا عبیداللہ انور کا تقرر کیا اور یہ تقرر ایسی شکل میں ہوا کہ اس پر سب لوگوں نے صاد کیا ـــــ مولانا انور اپنی بیماری اور دیگر مصروفیات کے سبب بہت کم حرکت و عمل کا مظاہرہ کرتے ہیں اس کے ساتھ ہی ان کی شرافت و مروّت ضرب المثل ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ شرافت و مروّت اور نظم و ضبط میں کوئی تفاوت ہے ـــــ بلکہ نظم و ضبط بذاتِ خود شرافت و مروّت کی ایک کڑی ہے اور اس کا لحاظ نہ کرنا کسی بھی نظام کی خرابی کا باعث ہوتی ہے۔ مولانا کی مروت و شرافت کا لوگوں نے غالباً یہی غلط مطلب اخذ کیا اور آئے دن ان سے منسوب خبریں چھپوانا ایک معمول بنا لیا لیکن اب جو فیصلہ کیا گیا ہے اس نے یہ ثابت کر دیا کہ مولانا الموصوف اپنے شاندار ماضی اور روایات کے مطابق جاہ پسند لوگوں کی دستبرد سے جماعت کو بچانے کا عزم کر چکے ہیں۔ ہمارے خیال میں وقت کی ضرورت تھی اور ہمیں خوشی ہے کہ مولانا نے ٹھیک وقت پر ایسا فیصلہ کیا۔

مولانا کے رفقاء کار اور جماعتی کارکنوں کا یہ فرض ہے کہ اپنے ماضی کے ورثہ کے تحفظ کی غرض سے میدان میں نکلیں اور ان لوگوں کا سختی سے محاسبہ کریں جو جماعت کو اپنی اغراض کی خاطر استعمال کرنے کی حرکات کر رہے ہیں۔

فیصلہ کے مطابق پالیسی کے خلاف بیان بازی کرنے والے لوگوں کو تنبیہ اور ضرورۃً تادیبی کاروائی ایک ایسا امر ہے جو جماعتی زندگی کے لئے ازبس ضروری ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو کوئی ادارہ اور نظام سلامت نہیں رہ سکتا۔

لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم

ہمیں اپنی صفوں میں گھسے ہوئے غلط کار عناصر پر کڑی نظر رکھنی چاہئے۔ اپنی صفوں کو منظم کرنا چاہیے۔ اور آپس کی شکر رنجیاں بھلا کر "کانّہم بنیانٌ مرصوص" کی قرآنی حقیقت کے مطابق سیسہ پلائی دیوار بن جانا چاہئے اور ان سب سے بڑھ کر انفرادی اور اجتماعی طور پر بارگاہ رب ذوالجلال میں اپنی لغزشوں اور خطاؤں کی معافی مانگنی چاہئے۔ اور اس کے بھروسہ پر رختِ سفر شروع کر دینا چاہیے، اور ملک میں اسلام کے نظامِ عدل کی تنفیذ کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دینے کا عزم کر لینا چاہئے ـــ اگر ایسا ہو گیا تو کامیابی ہمارے قدم چومے گی اور ہم سُکھ کا سانس لے سکیں گے۔

ایک ضروری وضاحت

مَیں نے اپنے کاروبار کے بالکل ابتدائی دَور میں امام المجاہدین، سید الصوفیاء، مجدد عصر حضرت مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید قدس سرہٗ کی کتاب "تقویۃ الایمان" شائع کی تھی۔ بعض اہل علم احباب نے توجہ دلائی کہ "امجد اکیڈیمی" کا یہ مطبوعہ نسخہ اصل اور قدیم نسخہ کے مطابق نہیں اور اس میں بعض مقامات پر گڑبڑ ہے۔

مَیں بڑے افسوس کے ساتھ اس حقیقت کا اعتراف کرتا ہوں کہ ایک صاحب پر اعتماد کرتے ہوئے ان سے مَیں نے کتابت شدہ میٹر لے لیا۔ اس کی تصحیح وغیرہ سب ہو چکی تھی۔ مَیں نے میٹر لے کر پریس بھیج دیا۔ اس میدان میں میرے نووارد ہونے کے سبب یہ فروگذاشت ہوئی جس کا مجھے قلق ہے اور مَیں اس پر معذرت خواہ ہوں۔

امجد عبید

امجد اکیڈیمی اردو بازار، لاہور

۸/۱۲/۱۹۸۱

خطبہ جمعہ ـــــ ضبط و ترتیب: علوی

نبئ آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور

قرآن اور کتب سابقہ کی روشنی میں

○ جانشین شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عُبَیداللہ انور مدّ ظلہم ○

بعد از خطبہ مسنونہ:۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاھِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ ..... اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۔ صدق اللہ العلی العظیم۔

(البقرہ ع ۱۵)

محترم حضرات و معزز خواتین!

کچھ دنوں کے بعد ربیع الاول کا مبارک مہینہ شروع ہونے والا ہے۔ یہی وہ مہینہ ہے جس میں انسانیت کے اجڑے چمن میں اس طرح بہار آئی کہ مکہ معظمہ نامی شہر کی ایک معزز ترین عورت حضرت آمنہ جن کے خاوند حضرت خواجہ عبداللہ انتقال کر چکے تھے کے گھر ایک ہونہار پیدا ہوئے۔ یہ نومولود ماں کے لئے یقیناً باعث شرف تھے۔ کہ ان کے مرحوم خاوند کی نشانی تھی۔ اپنے جد امجد خواجہ عبدالمطلب کی آنکھوں کی آپ بجا طور پر ٹھنڈک تھے۔ کہ ان کے مرحوم فرزند کی یادگار و نشانی تھے لیکن اس سے بڑھ کر ایک ایسا مسئلہ تھا جس پر ہنوز کسی کی توجہ نہ تھی اور وہ یہ کہ یہ فرزند دلبند انسانیت کے رہنما اور ہادی بننے والے تھے۔ اور تمام دنیا کی نجات و فلاح انہی کے ذریعہ آنے والے پیغام ربانی میں مضمر تھی ـــــ دادا نے "محمّد" اور ماں نے "احمد" نام جو رکھا تو سب کو تعجب ہوا کہ ایسے نام کیوں رکھے جا رہے ہیں جن کا رواج نہیں۔ لوگ ان کی معنویت پر غور کرتے کہ دادا کے نام کا معنی ہے جس کی سب سے زیادہ تعریف کی گئی اور ماں کے نام کا معنی ہے جو سب سے زیادہ تعریف کرنے والا ہے۔ سوال یہ تھا کہ ایسے عجیب نام کیوں؟ لیکن اس کیوں کا جواب شاید دادا اور والدہ کو بھی معلوم نہ ہو۔ اور جب ان کا فرزند دلبند ان ناموں کی معنویت کا شکار ہو کر دنیا میں جلوہ گر ہوا تو اس وقت نہ دادا دنیا میں موجود تھے نہ ماں۔ لیکن ان کے رکھے ہوئے اور تجویز کئے ہوئے ناموں کی معنویت ظاہر ہو رہی تھی۔ ربیع الاول کی ۹ر تاریخ کو یہ روشنی کا مینار انسانی رحم مادر سے دنیا میں جلوہ گر ہوا اور ایسا کہ ؎

صحن چمن کو اپنی بہاروں پہ ناز تھا
وہ آئے تو ساری بہاروں پہ چھا گئے

ہماری خواہش ہے کہ اس پر چالیس برس بعد جو قرآن نازل ہونا شروع ہوا۔ اور اس کے دم واپسین تک نازل ہوتا رہا، اس قرآن میں اس کی حیات طیبہ اور خصائص و اعمال کی جو جھلکیاں ہیں انہیں اس کے نام لیواؤں کے سامنے پیش کر دیں۔ یہ سلسلہ کئی جمعوں تک چلے گا۔ اس کی بسم اللہ آج ہو رہی ہے اور آج کے خطبہ کا عنوان ہے "آپ کے ظہور کی پیشین گوئیاں اور پیش خبریاں۔"

موعود کا انتظار

آپ کا ظہور اچانک نہیں ہوا "یہود و نصاریٰ" جو اس دور

ہیں دو بڑی قومیں دنیا میں موجود تھیں۔ اور جن کے پاس "وحی ربانی" کی روشنی تھی گو کہ انہوں نے اپنی کج فطرتی کی وجہ سے اس روشنی سے انصاف نہ کیا۔ وہ برابر ایک "موعود" کے منتظر تھے اور حضرت ابوالانبیاء ابراہیم علیہ السلام کی زبان مبارک سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس ظہور مبارک کی دعا صراحت کے ساتھ نقل کر دی تھی۔ یہ دعا تنہا ابراہیم علیہ السلام کی نہ تھی اس میں ان کے فرزند گرامی اور محمدؐ کریم علیہ السلام کے جد امجد حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی شامل تھے اور پھر اس دعا کا وقت بڑا مقدس اور جگہ بھی بڑی مقدس تھی ـــــ جو آیات آپ نے ابتدا میں سماعت فرمائیں ان کے ترجمہ پر غور کیجئے:-

"اور جب ابراہیمؑ خانہ کعبہ کی بنیادیں اونچی کر رہا تھا اور اس کے ساتھ اسمٰعیل بھی۔ (انہوں نے کہا) اے ہمارے پروردگار! ہم سے قبول فرما بے شک تُو ہی سننے والا جاننے والا ہے۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو اور زیادہ اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری اولاد میں سے ایک ایسی جماعت پیدا کر جو تیری فرمانبردار ہو۔ اور ہم کو ہمارے حج کے احکام بھی سکھا دے اور ہم سے درگذر فرما۔ بے شک تو ہی بڑا درگذر کرنے والا بڑی مہربانی کرنے والا ہے۔ اے ہمارے پروردگار! ان لوگوں میں ایک ایسا رسول مبعوث فرما، جو انہی میں سے ہو، وہ رسول تیری آیتیں ان کے روبرو تلاوت کیا کرے اور ان کو کتاب اور دانائی کی باتیں سکھایا کرے اور ان کو پاک صاف بنائے بلاشبہ تُو ہی ہے بہت زبردست بڑی حکمت والا۔

اندازہ فرمائیں تمہید میں تو دعا ہے کہ "بناء کعبہ" کے اس عمل کو شرف قبولیت سے نواز۔ پھر اپنی نسل میں ایک "امتِ مسلمہ" کی آرزو اور درخواست ہے۔ اور جب "و من ذریتنا" کہہ دیا یعنی "ہماری نسل" کی قید لگا دی تو گویا یہ مطلب ہو گیا کہ وہ بنی اسمٰعیل کے واسطہ سے ہو اس سے دوسرے فرزند حضرت اسحٰق علیہ السلام کی اولاد خود بخود نکل گئی۔ اس آرزو اور التجا کے بعد "نبی کی دعا اور فریاد" ہے اور وہ آپ ترجمہ میں سن چکے کہ کیسا نبی مانگ رہے ہیں؟ ـــــ جیسا انہوں نے مانگا ویسا اللہ نے دے دیا سورۂ جمعہ اور سورۂ آل عمران نیز البقرہ کے رکوع ۱۸ میں اس رسول اعظم کا مختلف طریق سے ذکر ہے۔ لیکن بعینہٖ انہی خصائص کے ساتھ جو ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کی دعا میں تھے ـــــ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنا انعام بتلایا اور حضور علیہ السلام نے فرمایا "انا دعوۃ ابی ابراھیم" میں اپنے جدّ بزرگوار ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ثمرہ ہوں۔

اگلے صحیفے

ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کی دعا کے ساتھ یہ بھی سنیں کہ اگلے صحیفوں میں بھی آپؐ کے ظہور کی پیش خبریاں موجود تھیں ـــــ اس حقیقت کو قرآن عزیز نے الشعراء اور الاعراف میں ذکر کیا و اِنّہٗ لَفِی زبر الاولین کہ "اس کا ذکر یا اس کی خبر اگلے صحیفوں میں بھی موجود ہے" اور الاعراف میں ہے ـــــ یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل۔ یعنی "جس کو وہ لکھا ہُوا پاتے ہیں اپنے ہاں تورات و انجیل میں"۔

تورات میں جتنے تصرفات اور تحریفیں ہوئیں ان کے بعد خود اہل تورات یہ دعوےٰ کرنے کی پوزیشن میں نہیں کہ یہ کتاب "وحی لفظی" کا نمونہ ہے اس کے باوجود بعض اشارات ہیں اور اب تک ہیں اور بڑے واضح۔ کتاب استثنا ۱۸-۱۵ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے ارشاد ہے:

"خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں میری مانند۔ ایک نبی برپا کرے گا تم اس کی طرف کان دھریو" ـــــ اور اسی استثنا میں چند آیت بعد ہے "اور خداوند نے مجھ سے کہا کہ انہوں نے جو کچھ کیا اچھا کیا میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا"۔

یہ تو تھا تورات کا معاملہ ـــ اب انجیل کو دیکھیں اس کے نام لیوا ترجمہ در ترجمہ کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور علانیہ اور فخریہ یہ کاروبار کر رہے ہیں۔ اس کے باوجود حضرت مسیح علیہ السلام کا اسرائیلیوں سے یہ خطاب موجود ہے:-

"مَیں باپ سے درخواست کرونگا کہ وہ تمہیں دوسرا مددگار (یا وکیل یا شفیع) بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا"۔

(یوحنا ۱۴ : ۱۶)

اس کے علاوہ ان تحریف شدہ کتابوں میں تمامتر تحریفات کے باوجود ایسے جملے موجود ہیں جو صاف لفظوں پر اس ذات اقدس کے ظہور کا پتہ دیتے ہیں۔ ان سب کا بیان کون کرے قرآن مجید نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان مبارک سے ایک پیش خبری کا صراحت سے حوالہ دیا وہ سن لیں۔ (محض ترجمہ عرض ہے):-

"اور جب عیسیٰ بن مریم نے کہا کہ اے اسرائیلیو! مَیں تمہارے پاس اللہ کا پیمبر آیا ہوں تصدیق کرنے والا توریت کی جو مجھ سے پیشتر سے ہے اور بشارت دینے والا ایک رسول کی جو میرے بعد آنے والے ہیں جن کا نام احمد ہوگا"

(الصف رکوع ۲)

یوحنا کا ایک حوالہ اور سن لیں:- "جب وہ مددگار (یا وکیل یا شفیع) آئے گا جس کو مَیں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی سچائی کا روح جو باپ کی طرف سے نکلتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا ـــ (یوحنا ۱۵ - ۲۶) اور تیسرا حوالہ یہ ہے کہ:-

"اگر مَیں نہ جاؤں تو وہ مددگار (یا وکیل یا شفیع) نہ آئے گا۔ لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیجوں گا اور وہ آ کر دنیا کو گناہ اور راست بازی اور عدالت کے بارہ میں قصوروار ٹھہرائے گا"۔ (یوحنا ۱۶ : ۷، ۸)

تو حضرات! یہ عبارتیں آپ نے سماعت فرما لیں آج کی اردو بائیبل میں متن میں تو لفظ "مددگار" ہے لیکن حاشیہ میں دوسرے نسخے "وکیل" اور "شفیع" کے ہیں۔ اگر آپ قرآنی لفظ "احمد" کا مفہوم "محمود" بمعنی تعریف کیا گیا لیں تو یہ اس یونانی لفظ کا صحیح صحیح ترجمہ ہے۔ جو ہمارے فاضل عیسائی نقل کرتے ہیں ـــــ اور پھر خود ان عبارات میں اتنے واضح قرائن موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا مصداق ایک ہی ذات ہے جس کا نام نامی محمدؐ و احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم) ہے ـــــ ہم نے عرض کیا کہ یہ ظہور اچانک نہ تھا اس وقت سلسلہ وحی و نبوت کی قائل اقوام اس کی منتظر تھیں ـــــ پر افسوس جب وہ شفیع و وکیل اور تسلّی دہندہ آئے تو انہی اقوام نے سب سے زیادہ مخالفت کی ـــ جب تک حضور علیہ السلام مکّہ میں رہے۔ مشرکین مکہ کو بہکا کر ان سے اعتراضات کراتے رہے اور جب آپ مدینہ میں تشریف لائے تو خود مدمقابل کھڑے ہو گئے اور یہ طوفان نجران سے مدینہ تک قائم رہا تا آنکہ خدا کا آخری نبی جو بقول یسوع مسیح علیہ السلام ابد تک رہنے والا تھا اس کی آتشین شریعت کے سامنے سب دم توڑ گئے اور وہ دنیا کو سچائی کے نور سے بھر کر اپنے اللہ کے پاس واپس چلا گیا۔ فصلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم۔

تو آج کی گذارشات اس پیغمبر خاتمؐ کے ظہور کی پیش خبریوں سے متعلق تھیں اور بس۔ اور ہم نے یہ بتلا دیا کہ اب دنیا میں اسی کا رائج اور سکہ ہے جس پر خدائی ٹکسال کی مہر ہے۔ اس کے علاوہ کوئی کتنا ہی بظاہر دلفریب سکہ لے کر میدان میں آئے وہ ناقابل قبول ہے، غلط ہے

(باقی ۱۶ پر)

ساحلِ فکر

۱۶ دسمبر ۱۹۷۱ء
روزِ سیاہ ۔ یومِ عبرت

عبد الرشید انصاری

تاریخ اقوام وملل میں مدوجزر اور اتار چڑھاؤ ایک لابدی امر ہے مگر دسمبر ۱۹۷۱ء کا ایک دن پاکستانی قوم کی زندگی کا وہ روز سیاہ ہے جو درس عبرت کے لئے تاریخ اقوام میں بے نظیر رہے گا۔

ٹھیک دس سال پہلے پندرہ دسمبر ۱۹۷۱ء تک پاکستان جو دنیا کا سب سے بڑا اسلامی اور نظریاتی ملک تھا ۱۶ دسمبر کو ...... ٹوٹ گیا، اس کے آبادی کا بڑا حصہ جس خطہ میں آباد تھا داخلی اور خارجی سازشوں کے باعث آخر کار الگ ہو گیا اور بنگلہ دیش کے نام سے دنیا میں ایک نیا ملک معرض وجود میں آگیا۔ وہ بنگلہ دیش دس سال سے بنگلہ دیش ہے ہماری دعا ہے اس خطہ ارضی کے مسلمان اپنے ملک کی ترقی واستحکام کی راہ میں کامیاب و سرفراز ہوں۔ بات اپنی ہے یعنی پاکستانیوں اور پاکستان کی کہ ہم دس سال قبل جن کرب انگیز اور اذیت ناک حالات سے دوچار ہوتے جن کے نتیجہ میں ہمارا پاک وطن دولخت ہوا ان کے اسباب وعلل کیا تھے؟ کیا ہم نے انہیں سمجھا، پہچانا، اور ان سے گلوخلاصی کے لئے کچھ کیا۔ تاکہ بچا کھچا پاکستان! پاکستان رہے اور ہم مزید خدائی غیض وغضب کے بحیثیت مجموعی شکار نہ ہوں۔

امرواقع یہ ہے کہ بعد از قیام پاکستان پچیس برس تک یہاں جو کچھ ہوتا رہا۔ اب دس سال سے اس میں اضافہ اور ترقی ہوئی ہے اور ھل من مزید کے نعرہ آتش بار کے ساتھ بڑی ڈھٹائی سے بے خوف و بے احتیاط غفلت وکج روی جاری ہے۔ ہم نے اپنی قومی زندگی میں سولہ دسمبر ۱۹۷۱ء کے حادثہ کبریٰ کو کوئی اہمیت نہیں دی ہمیں صرف اتنا یاد ہے کہ ۱۹۷۱ء میں جنگ ہوئی تھی اور مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بن گیا تھا۔ لیکن یہ کیوں ہوا؟ اور کیا ایسا کبھی آئندہ پھر تو نہیں ہوگا۔؟ یہ سوچنے کے لئے شاید ہم ابھی تیار بھی نہیں ہوتے۔ کیا قدرت کے کسی اور تازیانہ عبرت کا انتظار ہے۔؟ اگر وطن سے محبت ہے، اگر "ہم سچے پاکستانی ہیں" کے دعویٰ میں صداقت ہے، اگر ایک باوقار قوم کی حیثیت سے دنیا میں زندہ رہنے کی تمنا ہے، اور اگر ..... واقعی پہلو میں ایک مسلمان کا دل دھڑک رہا ہے تو حوصلہ کرکے سینے پر رکھ کر سوچیئے کہ یہودیوں کی نظریاتی مملکت اسرائیل تو نہ صرف باقی ہے بلکہ عربوں، سب مسلمانوں اور تمام امن پسند قوموں کے لئے خطرہ اور چیلنج بنی ہوئی ہے مگر مسلمانوں کی نظریاتی مملکت، قائد اعظم کا پاکستان دس سال پہلے ٹوٹ چکا۔ مغرب زدہ اور دنیا پرست ذہن شاید یہ سوچے کہ یہودیت کا رشتہ اسلام کے رشتے سے مضبوط تر ہے لیکن یہ سوچ بے شرمی اور بے غیرتی کا عروج ہوگی۔ صاف بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جس دین کے نام پر ہم نے ملک بنایا تھا اسی دین کا یہاں استہزاء ہوتا رہا مذاق اڑایا گیا سرکاری سرپرستی میں مداخلت فی الدین ہوتی رہی مذہب کے دیوانوں کو ہر طرح کے ظلم وستم کا تختہ مشق بنایا جاتا رہا اور حضور ختم المرسلین کے لاتے ہوئے پاک دین کے مقدس نام کو اپنی ناپاک اغراض ومفادات کے لئے استعمال کیا گیا، طبلہ نواز اور گویئے منبر ومحراب پر قابض ہو گئے دولتمند حریص درندے اور تاجر وساہوکار بدکردار دھوکے باز بن گئے یہاں تک کہ رب کائنات کی رحمت کے بحر بیکراں میں جاری وقہاری کا طوفان اُمڈ آیا اور دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت دو ٹکڑے ہو گئی۔

اے کاش! ہم اس دس سالہ "عشرۂ غفلت" کے بعد ہی سوچ لیں اور مان لیں کہ اسلام ہوگا تو پاکستان رہے گا ہماری زندگی ہماری عزت اسلام سے وابستہ ہے، اسلام نہیں ہوگا تو ہم نہیں رہیں گے اللہ تعالیٰ کو ایسی بھیڑ اور ہجوم کی ضرورت نہیں ہے جو اس کے بے عیب دین کے نام پر داغ دھبہ بن جاتے۔ اس کی ذات قدوس ہے اس کا نبی سچا ہے اس کا دین برحق ہے وہ اپنے نام لیواؤں کو بھی سچے اور پکے دیکھنا چاہتا ہے۔

اے اعضاء امتِ پاکستانی! اللہ کی اس چاہت پر لبیک کہو، تم اس کے ہو جاؤ وہ تمہارا ہو جائے گا۔

اسلام ہوگا۔ تو پاکستان رہے گا!

جرابوں پر مسح؟
ایک اہم فقہی مسئلہ!

ابوعمار زاہد الراشدی
خطیب جامع مسجد گوجرانوالہ

چمڑے کے موزوں پر مسح کرنا سنت رسول اور اہل سنت والجماعت کا شعار ہے۔!

سردی کے موسم میں ٹھنڈے علاقوں میں شرعی طور تقاضوں کے مطابق وضو کرتے وقت چمڑے کے موزوں یا بہت موٹی اور سخت جرابوں پر مسح کر لینا جائز ہے۔ علماء احناف نے وضاحت فرمائی ہے کہ عصر حاضر پر میں اونی سوتی اور نائلون کی نرم و نازک الاسٹک والی مشینی جرابوں پر مسح جائز نہیں اس موضوع پر مولانا زاہد الراشدی کا ایک تحقیقی مضمون قارئین خدام الدین کی خدمت پیش کیا جا رہا ہے اس کاوش کا مقصد افادہ عامۃ المسلمین ہے۔ کسی فرقہ جاتی بحث کا آغاز نہیں۔ عبدالرشید انصاری

اللہ تعالیٰ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر جو خصوصی آسانیاں فرمائی ہیں ان میں منجملہ دیگر باتوں کے موزوں کا مسح بھی ہے کہ سردیوں کے موسم میں وضوء کے موقع پر پاؤں دھونے کی بجائے اپنی خاص شرائط و آداب کے ساتھ پاؤں پر پہنے ہوئے موزوں پر مسح کفایت کر جاتا ہے بلکہ یہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کیونکہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ کے بقول تقریباً ستر صحابہؓ نے موزوں پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسح کو روایت کیا ہے حافظ ابن حجر العسقلانیؒ نے الدرایہ فی تخریج احادیث البدایہ میں چھیالیس[۴۶] احادیث نقل کی ہیں جن میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے موزوں پر مسح کے عمل کو روایت کیا گیا ہے حتی کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اسے اہل السنت والجماعت کی علامات میں شمار کیا ہے ان سے پوچھا گیا، کہ اہل السنت والجماعت کون ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ جو شیخین یعنی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو سب صحابہؓ سے افضل سمجھیں ختنین یعنی حضرت عثمان و علی رضی اللہ عنہما سے محبت

کریں اور موزوں پر مسح کو جائز سمجھیں۔

(حاشیہ ہدایہ ج۱ ص۵)

یہ تو چمڑے کے موزوں کا مسئلہ ہے مگر جرابوں پر مسح کے جواز یا عدم جواز کا مسئلہ بحث طلب ہے جرابوں کے بارے میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل امام ترمذیؒ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ

توضأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومسح علی الجوربین والنعلین

(ترمذی ج۱ ص۳۵)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء کیا اور جرابوں اور جوتوں پر مسح فرمایا۔

امام ترمذیؒ اس حدیث کو "حسن صحیح" قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اسی بناء پر سفیان ثوریؒ، عبداللہ بن المبارکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور اسحاقؒ مسح علی الجوربین کو جائز سمجھتے ہیں بشرطیکہ جرابیں "ثخینین" یعنی بہت موٹی ہوں مگر حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اس حدیث پر کلام کیا ہے اور الدرایہ ص۴۳ میں متعدد ائمہ حدیث کی اس حدیث کے بارے میں آراء نقل کی ہیں۔

مثلاً امام نسائیؒ اس حدیث کے ایک راوی ابوقیسؒ کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

"میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس بارے میں ابوقیس کی پیروی کی ہو اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت مسح علی الخفین کی ہے۔"

اسی طرح امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ

"اس حدیث کو سفیان ثوریؒ، عبدالرحمٰن بن مہدیؒ، یحییٰ بن معینؒ، امام احمدؒ، علی بن المدینیؒ اور امام مسلمؒ نے ضعیف قرار دیا ہے۔"

(الدرایہ ص۴۳)

الدرایہ کے حاشیہ میں اسی صفحہ پر "مختصر العلل" کے حوالے سے لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ سے اس سند کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے اس حدیث کا ذکر کرکے فرمایا کہ یہ صحیح نہیں ہے۔

امام زیلعیؒ نے اس حدیث کی تضعیف کے بارے میں مذکورہ بالا ائمہ کا قول نقل کرنے کے بعد امام نوویؒ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ

"ان میں سے ہر ایک اکیلا بھی امام ترمذیؒ پر مقدم ہے اور اصول بھی یہ ہے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہے اور حفاظ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دینے پر اتفاق کیا ہے اس لئے امام ترمذیؒ کے قول "حدیث حسن صحیح" کو قبول نہیں کیا جائے گا۔" (نصب الرایہ ج۱ ص۹۷)

جرابوں پر مسح کی دوسری روایت امام ابوداؤدؒ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں۔

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ مسح علی الجوربین (ابوداؤد ج۱ ص۲۲)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جرابوں پر مسح فرمایا۔

لیکن امام ابوداؤدؒ خود اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں۔

لیس بالمتصل ولا بالقوی

نہ تو اسکی سند متصل ہے اور نہ قوی

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی اس روایت کے بارے میں بہت سے حضرات نے لکھا ہے کہ یہ ابن ماجہؒ میں بھی ہے لیکن امام زیلعیؒ (نصب الرایہ ج۱ ص۹۷) لکھتے ہیں کہ میرے پاس ابن ماجہؒ کا جو نسخہ ہے اس میں یہ روایت نہیں ہے اسی طرح ہمارے پاس مطبع فاروقی دھلی کی مطبوعہ سنن ابن ماجہؒ کا نسخہ ہے اس میں ص۴۲ پر باب المسح علی الجوربین والنعلین" کے تحت حضرت مغیرہؓ والی مذکورہ روایت درج ہے اس کے علاوہ کوئی حدیث اس باب میں نہیں ہے۔

امام بیہقیؒ اس حدیث کے بارے میں امام ابوداؤد کے قول "لیس بالمتصل ولا بالقوی" کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"اس سند میں ضحاک بن عبدالرحمٰن حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ ان کا حضرت ابوموسیٰؓ سے سماع ثابت نہیں ہے اور ضحاک سے عیسیٰ بن سنان روایت کرتے ہیں جو ضعیف ہیں لایحتج بہ۔"

(بحوالہ نصب الرایہ ج۱ ص۹۷)

تیسری روایت جرابوں پر مسح کے بارے میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے طبرانیؒ نے نقل کی ہے کہ

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمسح علی الخفین والجوربین

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم موزوں اور جرابوں پر مسح کیا کرتے تھے۔

مگر امام زیلعیؒ اس حدیث کو نقل کرکے فرماتے ہیں کہ اس کے دو راویوں یزید بن ابی زیادؒ اور ابن ابی لیلیٰؒ کو ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ (نصب الرایہ ج۱ ص۹۷)

الغرض جرابوں پر مسح کے بارے میں مذکورہ بالا تینوں روایات ائمہ حدیث کے واضح فیصلے کے مطابق درجۂ صحت کو نہیں پہنچتیں۔

اب آثار صحابہؓ کی بات رہ جاتی ہے

اس بارے میں امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ

"حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت براء بن عازبؓ، حضرت انس بن مالکؓ، حضرت ابوامامہؓ، حضرت سہل بن سعدؓ اور حضرت عمرو بن حریثؓ جرابوں پر مسح کرتے تھے اور حضرت عمرؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے بھی یہی روایت ہے"

(ابوداؤد ج۱ ص۲۲)

امام زیلعیؒ نے (نصب الرایہ ج۱ ص۹۷ میں) حضرت ابومسعود انصاریؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بارے میں بھی لکھا ہے کہ وہ جرابوں پر مسح کرتے تھے۔

لیکن اس ضمن میں اگر امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو سامنے رکھا جائے تو بات کافی حد تک صاف ہو جاتی ہے کہ

"یہ روایات اگر صحیح ثابت ہو جائیں تو اس صورت پر محمول ہوں گی جبکہ وضوء ٹوٹے بغیر (محض برکت کے لئے) نیا وضوء کیا جائے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے پانی کا کوزہ منگوایا ہلکا پھلکا وضوء کیا اور جوتوں پر مسح کیا پھر فرمایا۔"

ھکذا وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للطاھر مالم یحدث

(الدرایہ ص۴۳)

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وضوء اسی طرح ہے باوضو کے لئے جب تک کہ وضوء نہ ٹوٹے۔"

اسی طرح ابن حبانؒ نے بھی حضرت اوس بن ابی اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے وضوء کیا جوتوں پر مسح کیا اور فرمایا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جوتوں پر مسح کرتے دیکھا ہے پھر فرمایا "ھذا کان فی النفل" یہ نفلی وضوء میں ہوتا تھا اور ابن حبانؒ نے ایک الگ سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وضوء کیا پاؤں پر مسح کیا اور فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے پھر کہا کہ

ھذا وضوء من لم یحدث

(الدرایہ ص۴۳)

یہ وضوء اس کا ہے جس کا وضوء نہ ٹوٹا ہو۔

الغرض جرابوں، جوتوں اور پاؤں پر مسح کی روایات اگر صحیح ثابت ہوں تو بھی امام ابن خزیمہؒ کے بقول انہیں اس وضوء پر محمول کرنا زیادہ قرین قیاس ہے جو وضوء ٹوٹے بغیر محض برکت کے لئے کیا جائے۔

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی اصل روایت کو بھی نقل کر دیا جائے کیونکہ جرابوں پر مسح کے جواز کا زیادہ تر دار و مدار انہی کی اس روایت پر ہے جو ترمذیؒ میں ہے اور جس کی تضعیف پر ائمہ حدیث کے ارشادات ہم نقل کر چکے ہیں اور اس کے بارے میں امام الجرح والتعدیل حضرت یحییٰ بن معینؒ کا یہ جملہ انتہائی معنی خیز ہے جو (نصب الرایہ ج۱ ص۹۷) میں درج ہے۔

"باقی سب لوگ اس روایت کو "مسح علی الخفین" کے الفاظ کے ساتھ بیان کرتے ہیں سوائے ابوقیسؒ کے کہ وہ مسح علی الجوربین کہتے ہیں۔"

گویا اصل چوک یہاں ہوئی کہ ابوقیسؒ نے خفین کی جگہ جوربین کہہ دیا جبکہ باقی رواۃ اسے خفین کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے اصل روایت وہ ہے جو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے (الجامع الصحیح ج۱ ص۳۳) میں یوں بیان کی ہے کہ

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے تو حضرت مغیرہؓ بھی پانی کا برتن لئے آپ کے پیچھے پیچھے چلے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو وضوء کیا "ومسح علی الخفین" اور موزوں پر مسح فرمایا۔"

فقہاء میں سے حضرت امام ابوحنیفہؒ کا پہلا قول یہ تھا کہ خالی جرابوں پر جب تک ان پر چمڑا چڑھا ہوا نہ ہو مسح جائز نہیں ہے۔ جبکہ امام ابویوسف و محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کا ارشاد یہ ہے کہ جرابیں اگر "ثخینین" یعنی بہت زیادہ موٹی ہوں تو ان پر مسح جائز ہے اور ترمذی کے حوالے سے سفیان ثوریؒ، ابن المبارکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور امام اسحاقؒ کا یہ قول نقل کیا جا چکا ہے کہ یہ حضرات بھی "ثخینین" کی شرط کے ساتھ جرابوں پر مسح کو جائز قرار دیتے ہیں۔

اور صاحب ھدایہؒ نے (ج۱ ص۶ میں) لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے بھی آخر میں صاحبین کے قول کی طرف رجوع کر لیا تھا۔

ثخینین کا معنی (المنجد ص۶۶) میں لکھا ہے کہ جو بہت گاڑھی اور مضبوط ہو اور صاحب ھدایہ لکھتے ہیں کہ ثخینین جراب وہ ہے

ھو ان یتمسک علی الساق من غیر ان یربط بشئ (ج۱ ص۶۱)

جو کسی چیز کے ساتھ باندھے بغیر پنڈلی پر کھڑی رہے۔

(باقی ص ۱۶)

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محمد عبد اللہ قریشی

زید نام، ابو اسامہ کنیت، رسول لقب، والد کا نام حارثہ تھا جو یمن کے ایک نہایت معزز قبیلہ بنی قضاعہ سے تعلق رکھتے تھے۔ والدہ سعدیٰ بن ثعلبہ بنو معن سے تعلق رکھتی تھیں جو قبیلہ طے کی ایک شاخ تھی۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان قابلِ عزت بزرگوں میں سے تھے، جن کو خاص حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتی غلامی کا شرف اور تربیت کا فخر حاصل تھا۔ ابھی آٹھ ہی برس کے ہوئے تھے کہ ان کی والدہ اپنے قبیلہ بنو معن میں گئیں۔ راستے میں بنو قین کے ڈاکوؤں نے ان کے قافلے پر حملہ کر کے ان کا مال و اسباب لوٹ لیا اور زیدؓ کو پکڑ کر لے گئے۔

کچھ دن ٹھہر کر ڈاکو ان کو مکہ مکرمہ کے بازار عکاظ میں لائے اور حکیم بن حزام کے ہاتھ چار سو درہم میں بیچ دیا۔ حکیم بن حزام نے انہیں اپنی پھوپھی ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا جنہوں نے اپنے خاوند حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نذر کر دیا۔

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچپن میں نہایت گورے چٹے اور خوبصورت تھے۔ ماں باپ آپ سے بے حد محبت کرتے تھے۔ وہ اپنے بیٹے کی جدائی برداشت نہ کر سکے اور بہت عرصہ تک آپ کی تلاش میں اِدھر اُدھر مارے مارے پھرتے رہے۔ زیدؓ کے والد دن رات شدت غم میں آنسو بہاتے اور آتش فراق میں جلتے، محبت پدری زیادہ جوش مارتی تو وہ اس قسم کے اشعار کہہ کر دل کی بھڑاس نکالتے، جن کا مطلب یہ تھا۔

"میں زید کے لئے رویا پیٹا۔ میں نے گریہ و زاری کی لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اس کا کیا حال ہے آیا زندہ ہے جس کے ملنے کی توقع کی جائے یا اسے موت آگئی۔"

"خدا کی قسم میں پوچھتا پھرتا ہوں۔ پھر بھی نہیں جانتا کہ اُسے نرم زمین نگل گئی یا سخت زمین لے بیٹھی۔"

"کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ اس کا واپس آنا کبھی ممکن بھی ہے یا نہیں۔ بس اس کا واپس آنا میرے لئے دنیا میں کافی ہے۔"

"آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اسکی یاد دلاتا ہے اور جب غروب ہونے لگتا ہے تو اس کی یاد تازہ کر دیتا ہے۔ ہوائیں چلتی ہیں تو اس کی یاد بھڑک اٹھتی ہیں۔"

"باد بہاری اس کی یاد کو برانگیختہ کر دیتی ہے، آہ! مجھے اس پر کس قدر شدید رنج و الم ہے۔"

"میں پوری کوشش کے ساتھ اونٹ پر بیٹھ کر چکر لگاؤں اور ساری دنیا چھان ماروں گا۔ میں اس آوارہ گردی سے ہرگز نہیں تھکوں گا، یہاں تک کہ اونٹ تھک جائے۔"

"میں اس کی تلاش میں زندگی وقف کر دوں گا تا آنکہ مجھ کو موت آجائے۔ ہر آدمی فانی ہے، اگرچہ سراب امید نے اسے دھوکا دے رکھا ہو۔"

"میں قیس اور عمرو دونوں کو اس کی جستجو کی وصیت کرتا ہوں اور یزید کو بھی ان کے بعد جبل کو وصیت کرتا ہوں۔"

(جبل سے مراد جبلہ بن حارثہ ہیں جو حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بھائی تھے اور یزید ان کے علاقائی بھائی تھے)

ایک سال بنی کلب کے چند آدمی حج کرنے مکہ آئے تو انہوں نے اس یوسفِ گم گشتہ کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور یعقوب صفت باپ کا ماجرائے غم کہہ سنایا۔ زیدؓ نے کہا۔ یقیناً انہوں نے میری فرقت میں نوحہ خوانی کی ہوگی۔ تم میری طرف سے میرے خاندان والوں کو یہ پیغام دینا کہ "میں اپنی قوم کا مشتاق ہوں۔ گو ان سے دور ہوں لیکن میں خانہ کعبہ میں مشعرِ حرم کے قریب رہتا ہوں۔ اس لئے اس غم سے باز آؤ، جس نے تم کو غمگین کر رکھا ہے اور اونٹوں کی طرح چل کر دنیا کی خاک نہ چھانو۔ خدا کا شکر ہے کہ میں بنی معد کے ایک اچھے خاندان میں ہوں۔ جو پشت ہا پشت سے معزز ہے۔"

بنی کلب کے زائروں نے واپس جا کر ان کے والد کو اطلاع دی۔ ان کی آنکھیں اس خوشخبری سے چمک اٹھیں۔ وہ تلاش کر کر کے مایوس ہو چکے تھے۔ انہیں پہلے تو یقین ہی نہ آیا۔ لیکن جب لوگوں نے تفصیل کے ساتھ اس کا حلیہ، رہنے کی جگہ اور مربی کے حالات بتائے تو انہیں یقین آگیا کہ ان کے دل کا ٹکڑا مکے میں محمدؐ نام کے ایک شریف قریشی کے گھر میں ہے۔

یہ سراغ ملنے پر حضرت زیدؓ کا باپ اور چچا کعب بن سراحیل بہت سا روپیہ لے کر مکہ میں آئے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملے۔ انہوں نے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا اور کہا۔ اے ابنِ عبد اللہ! اے ابن عبد المطلب! اے اپنی قوم کے رئیس زادے! آپ اہل حرم اور اس کے مجاور ہیں۔ مصیبت زدوں کی دستگیری کرتے ہیں۔ قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ ہم آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں کہ ہمارے لڑکے کو ڈاکو پکڑ کر لے گئے۔ ہم مدت سے اس کی تلاش میں پھر رہے ہیں۔ ہم نے سنا ہے کہ وہ لڑکا آپ کے پاس ہے۔ اس کو آزاد کر کے ہم کو رہینِ منت بنائیے۔ آپ جتنا روپیہ چاہیں ہم سے لے لیں۔ ہم زیادہ سے زیادہ معاوضہ دینے کو تیار ہیں۔ اس کی ماں بہت بے چین ہے۔ وہ اس کی جدائی کے غم میں گھلی جاتی ہے اس نے رو رو کر آدھی جان کر لی ہے اس کے حال پر رحم کیجئے اور ہمارا بیٹا ہمیں عنایت کر دیجئے۔ ہم زندگی بھر آپ کا یہ احسان نہ بھولیں گے۔"

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی یہ باتیں سنکر ارشاد فرمایا کہ وہ کون ہے؟ بولے زیدؓ بن حارثہ۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زیدؓ کا نام سنا تو ایک لمحہ سوچنے کے بعد فرمایا۔ کیا اس کے سوا تمہاری کوئی اور حاجت نہیں؟ عرض کیا نہیں! فرمایا۔ مجھے آپ سے ہمدردی ہے۔ خاطر جمع رکھیں۔ زیدؓ بے شک میرے پاس ہے۔ اس وقت کہیں باہر کھیلنے چلا گیا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ فیصلہ اسی پر چھوڑ دیا جائے۔ مجھے روپے پیسے کی ضرورت نہیں۔ اگر وہ تمہیں پسند کرے، تو تمہارا ہے، تمہارے ساتھ جانا چاہے تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا، لیکن اگر وہ مجھے ترجیح دے تو خدا کی قسم میں ایسا نہیں ہوں کہ اپنے چاہنے والے کو نہ چاہوں اور اس پر کسی کو ترجیح دوں۔

حضرت زیدؓ کے باپ اور چچا نے اس شرط پر شکریہ کے ساتھ رضامندی ظاہر کی اور اطمینان کا سانس لیا۔

تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ حضرت زیدؓ کھیلتے ہوئے آگئے۔ اور اپنے باپ اور چچا سے مل کر بہت خوش ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا، تم ان دونوں کو جانتے ہو؟ عرض کیا ہاں! یہ میرے باپ اور چچا ہیں۔ آپؐ نے فرمایا میں کون ہوں؟ اس سے تم واقف ہو۔ میری ہم نشینی کا حال بھی تم کو معلوم ہے۔ اب تمہیں اختیار ہے چاہے مجھے پسند کرو یا ان دونوں کو۔

حضرت زیدؓ کو سرور کونین کی غلامی میں جو لطف ملا تھا اس پر ہزاروں آزادیاں قربان کی جا سکتی تھیں۔ بولے، میں ایسا نہیں ہوں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی کو ترجیح دوں، آپ ہی میرے ماں باپ ہیں۔ میں آپؐ کو چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتا۔

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس وفا شعاری نے ان کے باپ اور چچا کو حیرت میں ڈال دیا۔ انہیں بیٹے سے ایسی توقع نہ تھی۔ بولے، زیدؓ تم آزادی، باپ، چچا اور خاندان پر غلامی کو ترجیح دیتے ہو۔ کیا تم اپنے وطن سے دور، بھائیوں سے

دور، عزیزوں سے دور، ماں باپ کی نظروں سے اوجھل رہنا پسند کرتے ہو، اور گھر کی آزادی سے غلامی کی زندگی کو اچھا سمجھتے ہو؟

بیٹے نے نہایت بھولے پن سے جواب دیا "میں یہاں بڑے مزے میں ہوں ـ میرے آقا کا سلوک میرے ساتھ اتنا اچھا ہے کہ کوئی باپ بھی اپنے بیٹے کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کرسکتا۔ اگر اسی کا نام غلامی ہے تو یہ غلامی آزادی سے ہزار درجہ بہتر ہے۔"

یہ سُنکر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبّت نے جوش مارا۔ خوش ہوکر حضرت زیدؓ کا ہاتھ پکڑا اور خانہ کعبہ میں لے آئے دہاں قریش کے بہت سے معزز سردار جمع تھے۔ آپ نے ان سب کو مخاطب کرکے فرمایا "آپ میں سے جو صاحب اس وقت یہاں موجود ہیں، وہ گواہ رہیں کہ آج سے میں نے زید کو آزاد کردیا ہے اب وہ میرا غلام نہیں، میرا بیٹا ہے۔ وہ میرا وارث ہوگا اور میں اس کا ولی ہوں۔"

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ اور چچا نے محبت و شفقت کا یہ عجیب و غریب نظارہ دیکھا تو وہ اور بھی حیران ہوئے۔ ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور وہ بیٹے کو وہیں چھوڑ کر چپ چاپ واپس چلے گئے۔ ان کی سمجھ میں یہ بات نہ آتی تھی، کہ حضرت محمد صلعم نے زیدؓ پر ایسا کیا جادو کردیا ہے کہ ماں باپ کی محبت بھی اُسے دُور نہیں کرسکی۔

اس کے کچھ عرصہ کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبوت عطا فرمائی تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے۔ غلاموں میں سب سے پہلے آپ ہی نے اسلام قبول کیا۔ جب حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے حضرت زیدؓ کا بھائی چارہ کرا دیا اور دونوں میں اس قدر محبت ہوگئی کہ جب حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوات میں جاتے تو ان کو اپنا وصی بنا جاتے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت زیدؓ سے بے انتہا محبت تھی۔ وہ گھر میں ایک غلام کی حیثیت سے نہیں بلکہ خاندان کے ایک رکن کی طرح رہتے تھے اور شاید اسی وجہ سے بعض لوگ ان کو زیدؓ بن محمدؐ کہتے تھے۔ لیکن جب قرآن پاک کی یہ آیت اُتری کہ:

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ پکارو ان کو اپنے باپوں کے نام کے ساتھ تو وہ زیدؓ بن حارثہ کہہ کر پکارے جانے لگے۔

ابھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکے ہی میں تھے کہ آپؐ نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح حضرت ام ایمن سے کردیا جن سے حضرت اسامہ جیسا جلیل القدر انسان پیدا ہوا۔ حضرت اُم ایمن حضور اکرمؐ کی ایک کنیز تھیں جو آپ کو اپنے باپ کی میراث میں ملی تھیں۔ ان کا اصل نام برکہ تھا۔ نکاح سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کردیا تھا۔

مکہ معظمہ سے ہجرت کرنے کے بعد جب مدینہ منورہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قیام کا انتظام ہوچکا تو آپ نے حضرت زیدؓ اور اپنے غلام ابو رافع کو پانچ سو درہم اور دو اونٹ دے کر مکہ بھیجا کہ آپؐ کے اہل و عیال کو مدینہ لے آئیں۔ حضرت زینبؓ کو ان کے خاوند نے آنے نہ دیا۔ حضرت رقیہ حبشہ میں تھیں اس لیے حضرت زیدؓ اور ابو رافعؓ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں حضرت ام کلثومؓ، حضرت فاطمہؓ اور زوجۂ محترمہ حضرت سودہؓ اور اُمِّ ایمنؓ زوجہ حضرت زیدؓ اور اسامہؓ بن زیدؓ کو لے آئے، اور ان کے ساتھ عبداللہ بن ابی بکرؓ حضرت عائشہؓ اور ان کی والدہ اُمِّ رومان اور حضرت اسماء بن ابی بکرؓ بھی آگئیں۔

مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرح یہ بھی حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مہمان ہوئے۔ حضرت اُسید بن حضیر انصاریؓ جو قبیلہ عبدالاشہل کے معزز رئیس تھے ان کے اسلامی بھائی بنائے گئے۔ وہ اب تک خاندانِ نبوت کے ایک فرد کی حیثیت سے آنحضرت صلعم

کے ساتھ رہتے تھے لیکن یہاں پہنچ کر ان کو ایک الگ مکان دیا گیا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ کا نکاح اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینبؓ سے کردیا۔ مگر دونوں کی طبیعت آپس میں نہ ملی۔ دراصل حضرت زینبؓ کو یہ رشتہ پسند نہ تھا۔ صرف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل منظور تھی۔ اس لئے تقریباً ایک سال تک نباہا، مگر ناگواریاں بڑھتی گئیں اور بگاڑ کی وجہ سے نوبت طلاق تک پہنچی۔ علیحدگی ہوگئی۔ مگر اس سے کم از کم اتنا پتہ ضرور چلتا ہے کہ حضور اکرمؐ حضرت زیدؓ کو کتنا عزیز جانتے تھے اور ان کی دینی خدمات کی وجہ سے ان کا رُتبہ احرار کے برابر سمجھتے تھے۔

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے بہادر اور شجاع تھے۔ تیر اندازی میں اپنا جواب نہ رکھتے تھے۔ مدنی زندگی میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جتنی لڑائیاں کفار سے لڑنی پڑیں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سب میں شریک تھے اور ہر لڑائی میں پیش پیش رہتے تھے۔ اکثر چھوٹی جنگوں میں نو دفعہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہی کو سپہ سالار بنا کر بھیجا۔ غزوۂ مریسیع میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو مدینہ میں اپنا جانشینی کا فخر بخشا اور اس طرح غلام کا رتبہ اور بھی بلند کردیا۔

ربیع الثانی ۶ھ ہجری رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تحت چالیس آدمیوں کی ایک جماعت بنی سلیم کی سرکوبی کے لئے جموم کی طرف روانہ کی۔ حضرت زیدؓ نے شرارت پسندوں کو سزا دی اور بہت سے اونٹ بکریاں اور قیدی پکڑ کر لائے۔

اسی سال آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں ایک اور لشکر حسمیٰ کی طرف روانہ کیا جس نے بہت سے لوگوں کو مسلمان کیا۔ اور جس کسی نے مخالفت کی اس کو گرفتار کرلیا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپؐ نے ان لوگوں کا مال واپس کردیا اور قیدیوں کی رہائی کا حکم دے دیا، اس کا بڑا اچھا اثر ہوا۔

۸ھ ہجری میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آخری مرتبہ لشکر کا سردار بنا کر جنگ موتہ میں بھیجا موتہ دمشق کے قریب ایک مقام کا نام ہے۔ حضرت حارث بن عمیر ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو شاہ بصریٰ کے دربار میں سفارت کی خدمت انجام دے کر واپس آرہے تھے، اسی جگہ شہید کئے گئے تھے۔ یہ پہلا واقعہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قاصد کے ساتھ اس قسم کا سلوک کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے انتقام کے لئے تین ہزار کی جمعیت حضرت زید بن حارثہؓ کی سرکردگی میں بھیجی، جس میں آپ داد شجاعت دیتے اور بہادری کے جوہر دکھلاتے ہوئے شہید ہوگئے شہادت کے وقت آپ کی عمر ۵۵ برس تھی۔

جب حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر مدینہ منورہ میں پہنچی تو کہرام مچ گیا جس نے سُنا افسوس کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ کی شہادت کا اتنا رنج ہوا کہ بیان نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت زیدؓ کی ایک صاحبزادی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ آپ بھی ضبط نہ کرسکے۔ اس قدر روئے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! فرمایا۔ یہ جذبۂ محبت ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت زیدؓ سے اتنی محبت تھی کہ ایک مرتبہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں باہر سے آئے اور میرے دروازے کی کنڈی کھٹکھٹائی۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی آواز پہچان کر اتنی پھُرتی سے اُٹھے کہ حضور اقدس کی چادر زمین پر گھسٹتی رہی۔ فوراً دروازہ کھولا۔ حضرت زیدؓ کو بغل میں لے لیا اور ان کی پیشانی چومی۔ اس بیان سے حضرت زیدؓ کی قدر و منزلت کا پتہ چلتا ہے۔ یہ محبت و الفت کی انتہا ہے۔ کیا دُنیا غلاموں کے ساتھ حسنِ سلوک کی اس سے بہتر مثال پیش کرسکتی ہے؟

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے وفا شعار تھے۔ اپنے آقا کی رضامندی

ان کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے متعلقین کا بے حد احترام کرتے تھے۔ اسی قسم کے اوصاف نے ان کو اور ان کی اولاد کو حضور اقدس کی نگاہ میں سب سے زیادہ محبوب بنا دیا تھا۔

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قد چھوٹا، ناک پست اور رنگ گہرا گندمی تھا۔ دو لڑکے اسامہ بن زیدؓ اور زید بن زیدؓ اور ایک لڑکی رقیہ پیدا ہوئی۔ لیکن حضرت اسامہؓ کے سوا دونوں بچے چھوٹی ہی عمر میں داغ مفارقت دے گئے۔

بقیہ : جرابوں پر مسح

الغرض جرابوں پر مسح کا مسئلہ احادیث اور آثار صحابہ رض کی روشنی میں تو کسی مضبوط اور ناقابل تردید استدلال پر مبنی نہیں ہے۔ البتہ فقہاء کے ہاں کسی قدر گنجائش ہے وہ بھی اس صورت میں کہ یا تو جرابوں پر چمڑا چڑھا ہوا ہو اور وہ موزوں کی طرح ہو جائیں اور یا اتنی موٹی جرابیں ہوں نہ باندھے بغیر اپنے وزن اور قوت پر پنڈلی کے ساتھ کھڑی رہیں۔

آج کل نائیلون کی جو جرابیں عام طور پر پہنی جاتی ہیں وہ اس گنجائش میں شامل نہیں ہیں کیونکہ وہ نہ تو موٹی ہیں اور نہ ہی اپنے وزن پر کھڑی رہتی ہیں بلکہ نائیلون یا اس قسم کے دھاگے میں جو کھچاؤ اور الاسٹک ہے وہ انہیں پنڈلی کے ساتھ چمٹائے رکھتا ہے اس لئے ان جرابوں پر مسح جائز نہیں ہے ہاں اگر کوئی شخص اون وغیرہ کی خاصی موٹی جرابیں پہننے کا اس دور میں تکلف کر سکے کہ بہت زیادہ موٹی ہونے کے ساتھ ساتھ وزنی اور مضبوط بھی ہو تو فقہاء کے ہاں اسے کچھ گنجائش مل جائے گی پھر بھی احتیاط اسی میں ہے کہ مسح کے لئے موزے پہنے جائیں یا کم از کم جرابوں کے تلووں پر چمڑا لگالیا جائے۔ وما علینا الا البلاغ

بقیہ : خطبہ جمعہ

ناقابل عمل ہے ـــــ اور اس میں خود اس ابد تک رہنے والے اور آتشین شریعت لانے والے پیغمبر کے نام لیواؤں کے لئے بھی سبق ہے۔ کہ جس کے لئے پہلوں نے دعائیں کیں وہ نعمت تمہیں ملی ـــــ اب تم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو کہ اس کی لازوال شریعت کے معاملہ میں تمہارا طرز عمل کیا ہے؟ یہ وہ سوال ہے جس کا جواب آج سوچ کر اصلاح کر لی جائے تو بھلا ہی بھلا ہے ورنہ آنکھیں بند ہو جانے کے بعد جب سوال ہوگا تو اس کا جواب مشکل نہیں ناممکن ہو جاتے گا۔ پھر ابدی ذلت ہوگی اور بس۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضور علیہ السلام کی معرفت اور آپؐ کی تعلیمات حقہ پر عمل کی توفیق بخشے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بقیہ : تعارف و تبصرہ

کہ اس قدسی صفت جماعت سے متعلق ہے جنہیں براہ راست حضور علیہ السلام سے مستفید ہونے کا موقع ملا۔ اس جماعت کے احسانات اتنے ہیں کہ ان کا شمار بھی ممکن نہیں ان سے محبت و تعلق ضروریاتِ دین میں سے ہے اور ان سے بغض و دشمنی اسلام سے انحراف!

صحابہؓ کے متعلق صحیح عقائد پھر خلفاء اربعہ اور ماباقی عشرہ مبشرہ کے حالات و فضائل نیز مظلوم امت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صدیقہ کائنات حضرت عائشہ صدیقہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا و رضوانہ کے حالات شامل ہیں۔ رسالہ خوب ہے اور لائق مطالعہ

۱/۵۰ اور ۲/- روپے میں مکتبہ قادریہ واہگہ لاہور ـ حاصل کریں خدا توفیق دے تو زیادہ تعداد میں لے کر تقسیم کریں۔

نعت

ـــ قمر حجازی اوکاڑہ

مدینۃ النبی رحمت نگر ہے جہاں پر ہر گھڑی نورِ سحر ہے

بلائیں خود بخود ٹل جائیں سر سے درودِ پاک میں اتنا اثر ہے

مقامِ احترامِ قدسیاں ہے جہاں پر روضۂ خیر البشرؐ ہے

ہے شاہد سورۂ "تبت یدا" بھی جہانِ بولہب زیر و زبر ہے

شہادت دے رہی ہے سورۂ کوثر کہ دشمن اُن کا ہی ابتر بشر ہے

کوئی عثمانؓ و حیدرؓ بن کے نکلا کوئی عظمت میں بوبکرؓ و عمرؓ ہے

نہیں پوشیدہ رہ سکتی کوئی شے غلامِ مصطفیٰؐ صاحب نظر ہے

بدن ہے مصطفیٰؐ کا باغِ خوبی ہیں زُلفیں عنبریں رُخ والفجر ہے

بہاریں پھول برسائیں نہ کیوں کر "خوشا قسمت مدینے کا سفر ہے"

ہے جنّت سے کہیں بڑھ کر جگہ وہ جہاں میرے نبیؐ کا پاک در ہے

یہی ایمان ہے راسخ قمرؔ کا
گدائے مصطفیٰؐ ہی بخت ور ہے

تنظیم اہلسنت پاکستان کی قراردادیں اور مطالبات

قومی نشریاتی ادارے اور اخبارات وجرائد مذہبی مسائل میں مثبت اور غیر جانبدارانہ پالیسی اختیار کریں۔

سیاسی جلوسوں کی طرح مذہبی منافرت پھیلانے والے پر بھی فوراً پابندی لگائی جائے

(علامہ تونسوی)

تنظیم اہل سنت پاکستان کے صدر مولانا علامہ محمد عبدالستار صاحب تونسوی نے مجلس مبلغین میں خطاب کرتے ہوئے جماعت کے تمام مبلغین کو ہدایت کی ہے کہ ملکی نازک صورتِ حال کے پیش نظر پہلے کی طرح فرقہ واریت کی حوصلہ شکنی کریں۔ اور ملک کے ارتقاء و بقاء اور استحکام کے لئے اپنی مجالس کو شرپسند عناصر سے پاک رکھیں تاکہ ملک میں امن و آشتی برقرار رہے۔ نیز امن و آشتی کے لئے ملکی طور پر مجلس مبلغین میں درج ذیل مطالبات اور قراردادیں بھی متفقہ طور پر منظور ہوئیں:۔

قراردادوں پر تقریر کرتے ہوئے علامہ تونسوی صاحب نے فرمایا:۔

"قومی نشریاتی ادارے اور اخبارات وجرائد مذہبی معاملات میں مثبت اور غیر جانبدارانہ پالیسی اختیار کریں۔ پاکستان ریڈیو اور ٹیلی ویژن کسی خاص فرقہ کی ترجمانی کے بجائے مذہب اسلام کی صحیح ترجمانی کرے۔ اسی طرح سیاسی جلوسوں کی طرح منافرت پھیلانے والے مذہبی جلوسوں پر بھی پابندی لگائی جائے"۔

اجلاس میں درج ذیل قراردادیں منظور ہوئیں:۔

مجلس مبلغین تنظیم اہلسنت کا یہ اجلاس حکومتِ پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رض، اہلبیت رض اور ائمہ دین رض کی توہین کے سلسلہ میں جو آرڈیننس نافذ کیا گیا تھا اس پر سختی سے عملدرآمد کرایا جائے۔

ریڈیو پاکستان اور ٹیلی ویژن اسٹیشن سے نامور علماء کرام کو سیرت شہداء کربلا بیان کرنے کا موقع دیا جائے۔

ملک میں نظامِ خلافتِ راشدہ کو عملی طور پر نافذ کیا جائے تاکہ ملک کے ارتقاء و بقاء اور استحکام میں مدد مل سکے۔

(باقی ۲۶ پر)

اے اسلام کی بیٹیو

تمہارے بڑھے ہوئے ناخن

کٹے ہوئے بال ——

—— اور ——

بے نقاب چہرہ اسلامی

اصولوں سے بغاوت کی دلیل ہے

آدمیت سے بغاوت

قسط ۱

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ

انسان کی تلاش

ترکی کی حدود میں ایک بڑے مشہور شاعر اور حکیم گزرے ہیں۔ جن کا نام مولانا روم ہے۔ انہوں نے اپنی مثنوی میں ایک دلچسپ واقعہ لکھا ہے۔ کہ کل رات کا واقعہ ہے کہ ایک ضعیف العمر آدمی چراغ لیے شہر کے گرد گھوم رہے تھے۔ اور اندھیری رات میں کچھ تلاش کر رہے تھے۔ میں نے کہا حضرت سلامت آپ کیا تلاش کر رہے ہیں۔ فرمانے لگے کہ مجھے انسان کی تلاش ہے۔ میں چوپایوں اور درندوں کے ساتھ رہتے رہتے تنگ آگیا ہوں میرا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا ہے۔ اب مجھے ایک ایسے انسان کی تلاش ہے جو خدا کا شیر اور مرد کامل ہو۔ میں نے کہا بزرگوار اب آپ کا آخری وقت ہے، آپ انسان کو کہاں تک ڈھونڈیں گے، اس عنقا کا ملنا آسان نہیں۔ میں نے بھی بہت ڈھونڈا ہے لیکن نہیں پایا۔ ان بزرگ نے فرمایا کہ میری ساری عمر کی عادت یہ ہے کہ جب کسی چیز کے متعلق سنتا ہوں کہ نہیں ملتی تو اس کو اور زیادہ تلاش کرتا ہوں۔ تم نے اب مجھے اس بات پر آمادہ کر دیا کہ میں اس گمشدہ انسان کو اور زیادہ تلاش کروں اور اس کی تلاش سے کبھی باز نہ آؤں۔

یہ ایک شاعر کا مکالمہ ہے آپ کو شاید تعجب ہو کہ ایسا بھی وقت تھا کہ انسان بالکل نایاب ہو گیا تھا۔ مولانا روم نے ہمارے دل میں ایک سوال پیدا کر دیا کہ کیا ہر انسان انسان نہیں ہے۔ اور کیا انسانوں کی بڑی بڑی آبادیوں میں بھی انسان نایاب ہے؟ ہم تو سمجھتے تھے کہ انسان کی ایک ہی قسم ہے اس سے معلوم ہوا کہ انسانوں کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو دیکھنے میں انسان ہے لیکن حقیقت میں انسان نہیں۔ اور دنیا میں ہمیشہ انہی لوگوں کی کثرت رہی ہے۔ دوسرے وہ جو انسان ہیں اور وہ کبھی ایسے گم ہو جاتے ہیں کہ ان کو چراغ لے کر ڈھونڈھنے کی ضرورت ہوتی ہے

انسانیت کی ترقی

مولانا روم کو زمانہ از سات سو برس ہو چکے ہیں ان کے بعد سے دنیا میں بڑی ترقیاں ہوئیں۔ ہر شہر میں انسانوں کی تعداد بڑھتی رہی۔ اور آج کی انسانی آبادی پہلے سے بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ اور اس کی ترقیاں وسیع ہیں۔ آج انسان نے بجلی، بھاپ، ہوا اور پانی پر قبضہ جما لیا ہے۔ ہوائی جہاز، ریڈیو اور ایٹم بم سے انسانوں کی ترقی کا اندازہ مردم شماری کے نقشوں اور بڑے بڑے متمدن اور ترقی یافتہ ملکوں کی تصویروں سے کرنا صحیح نہیں انسانیت کی ترقی ان مادی ترقیات کا نام نہیں ہے اور محض نسل انسانی کی ترقی کو انسانوں کی ترقی نہیں کہا جا سکتا انسانیت کی ترقی کا اندازہ انسانوں کے اخلاق و کردار سے ہوتا ہے۔ اور اخلاق و کردار کا اندازہ آپس میں ملنے جلنے ریل کے ڈبوں پارکوں، ہوٹلوں اور دفتروں میں ہو سکتا ہے۔ نامور شاعر اکبر نے بالکل صحیح کہا ہے ؎

نقشوں کو تم نہ جانچو لوگوں سے مل کے دیکھو
کیا چیز جی رہی ہے کیا چیز مر رہی ہے

انسانیت کا صحیح اندازہ امتحان پڑنے پر اور ایسے مواقع پر ہوتا ہے۔ جب ہر قسم کے ذرائع اور مواقع حاصل ہوں۔ کہ چوری گناہ، حق تلفی کی جا سکے مگر انسان کے اندر کی کیفیات اس کا ہاتھ پکڑ لیں۔ جہاں انسانیت کا گلا گھونٹا جا رہا ہو۔ وہاں انسانیت اپنا جوہر دکھلائے۔ انسانیت کا اندازہ ہماری موجودہ زندگی کے سانچوں اور مادی ترقی کے پیمانوں سے نہیں ہو سکتا۔

انسان اور انسانیت

انسانیت درحقیقت ایک بڑا مرتبہ ہے لیکن انسانیت کے خلاف انسان خود بغاوت کرتا ہے۔ اس کو انسانیت کی سطح پر قائم رہنا ہمیشہ دوبھر اور مشکل معلوم ہوا ہے۔ وہ کبھی نیچے سے کترا کر نکل گیا۔ اور کبھی اس نے اپنے آپ کو انسانیت سے برتر سمجھا۔ اس لئے کبھی انسانیت سے بالاتر کہلوانے

اور خدا اور دیوتا بننے کی کوشش کی۔ اور سچی بات یہ ہے کہ لوگوں نے خدا اور دیوتا بننے کی کوشش کم کی لوگوں نے انہیں خدا اور دیوتا بنانے کی کوشش زیادہ کی۔ ہم اگر فلسفہ اور روحانیت کی تاریخ پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ لوگ انسانیت سے بلند تر کسی مرتبہ کی تلاش میں رہے۔ اور انسانوں کو انسان کا صحیح مقام سمجھانے کی بجائے اسے اونچا ہونے کی فکر کرتے رہے۔ اس کے بالمقابل دوسری کوشش یہ رہی کہ انسان کو انسانیت سے گرا دیا۔ وہ حیوانی و نفسانی زندگی کا عادی بنے اور دنیا میں من مانی زندگی کا رواج ہو۔ ان دونوں کوششوں کے نتائج دنیا میں ہمیشہ خراب نکلے۔ جب انسان کو انسانیت سے اٹھا کر خدا یا دیوتا بنایا گیا تو دنیا میں بدنظمی پھیلی اور بڑا فساد برپا ہوا۔ دنیا میں لوگوں نے جب خدائی کا دعوے کیا یا لوگوں نے ان کو یہ درجہ دیا تو دنیا میں بگاڑ ہی بگاڑ بڑھتا گیا۔ اور اس کی ساری زندگی میں نئی نئی گرہیں پڑیں۔ جب ایک معمولی سی گھڑی کسی اناڑی کے ہاتھ میں پڑ جاتی ہے۔ اور وہ اس کی مشین میں دیتا ہے تو وہ بگڑ جاتی ہے۔ تو یہ نظام عالم ان مصنوعی خداؤں سے کیسے چل سکتا ہے۔ اس دنیا کے اتنے مسائل اتنے مراحل اور اس میں اتنی پیچیدگیاں ہیں کہ اگر ایک انسان اس دنیا کو چلانا چاہے تو یقیناً اس کا انجام بگاڑ ہوگا۔ میرا منشا یہ نہیں کہ انسان انسانیت کے دائرے میں ترقی نہ کرے بلکہ یہ کہ انسان خدائی کی کوشش نہ کرے اس نے انسانیت میں کیا کامیابی حاصل کرلی ہے کہ اب وہ خدائی کی ہوس کرے۔

تو کار زمین را نکو ساختی
کہ با آسمان نیز پرداختی

انسان اور فطرت

مذاہب کی تاریخ بتلاتی ہے کہ جب اس قسم کی کوشش کی گئی تو ایسی پیچیدگیاں رونما ہوئیں جن کا کوئی علاج نہ تھا یہ کوشش دنیا کے گوشے گوشے میں ہمیشہ تھوڑے تھوڑے وقفہ سے ہوتی رہی ایسے لوگوں نے فطرت سے زور آزمائی کی ہے۔ اور فطرت سے لڑ کر انسان نے ہمیشہ شکست کھائی ہے۔ دوسری طرف اکثر ایسے انسان گزرے ہیں جنہوں نے اپنے آپکو چوپایہ جانا اور ان کو بحیثیت انسان کے اپنی ترقی کا احساس نہیں ہوا۔ اپنی انسانیت، اپنی روحانیت اور خدا شناسی کو ترقی دینے کو ان کو کبھی خیال نہیں آیا۔ دنیا میں زیادہ تعداد انہی انسانوں کی رہی ہے۔ اس زمانے کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں یہ دونوں بغاوتیں یہ دونوں عیب اور یہ دونوں فساد جمع ہوگئے ہیں۔ ابھی تک تقریباً ساری دنیا انہی دونوں گروہوں میں بٹی ہوئی ہے۔ چند آدمی ہیں جو خدائی کے دعویدار ہیں۔ اور جن کو دیوتا بننے کا شوق ہے۔ باقی اکثر وہ انسان ہیں جو چوپاؤں اور درندوں کی سی زندگی گذار رہے ہیں۔ اس لیے اس زمانے کا بگاڑ ہر زمانے کے بگاڑ سے بڑھ گیا ہے۔ اور زندگی عذاب بن گئی ہے۔ اس وقت مردم شماری کے قانون میں کوئی ایسا خانہ نہیں ہے کہ جو لوگ اپنی انسانیت کی قدر کرتے اور اسے صحیح طور پر استعمال کرتے ہیں۔ ان کا اندراج کیا جائے مگر خود ہی انصاف کیجئے کہ آپ کے چاروں طرف زندگی کا جو طوفان امڈا ہوا ہے اس میں کتنے ہیں۔ جن کو انسانیت کا احساس ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں صرف ایک پیٹ اور معدہ ہی نہیں دیا گیا ہے بلکہ اللہ نے انسان کی روح بھی دی ہے دل بھی دیا ہے۔ اور دماغ بھی عطا کیا ہے جن کو ہم ہمیشہ نظر انداز کرتے اور اور ان کے صحیح استعمال سے بچتے ہیں۔ ہم جنسی خواہشات اور مادی ضروریات کے ریلے میں ایسے بہے چلے جا رہے ہیں جیسے ایک گاڑی اپنے اختیار سے باہر لڑھک رہی ہو جس پر کسی کا کوئی قابو نہ ہو میں اور سمجھا کر کہوں گا! سمجھئے کہ انسانیت ایک سائیکل ہے اور وہ سائیکل ایک ڈھلوان پل پر سے پھسل رہی ہے۔ اس میں نہ کوئی گھنٹی ہے نہ بریک اور نہ اس کے پیڈل پر کسی کا ہاتھ، جغرافیہ کی پرانی تعلیم یہ بتلاتی تھی کہ زمین چپٹی ہے۔ جغرافیہ کی نئی تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ زمین گول ہے لیکن مجھے جغرافیہ کے استاد اور طالب علم معاف کریں۔ میں تو یہ دیکھ رہا ہوں کہ زمین ڈھلوان ہے۔ اس لئے کہ ساری قومیں اور ان کے افراد اخلاقی بلندی سے حیوانی پستی کی طرف لڑھکتے چلے جا رہے ہیں۔ اور روز بروز ان کی رفتار تیز ہوتی جا رہی ہے۔ ہماری زمین کا یہ کرہ ضرور آفتاب کے گرد گردش کر رہا ہوگا۔ مگر اس کرۂ ارض پر بسنے والا انسان مادیت اور معدہ کے گرد چکر لگا رہا ہے، زمین کی گردش کا انسانوں کے اخلاق اور معاملات کا میں کوئی اثر نہیں پڑتا لیکن انسانوں کی گردش کا تمام دنیا کے اخلاق اور معاملات پر اثر پڑ رہا ہے۔

انسان اور ہوس

نظام شمسی میں حقیقی مرکز

آفتاب ہو یا زمین لیکن عملی زندگی میں انسانوں کا حقیقی مرکز معدہ یا پیٹ اور حیوانی عنصر بنا ہوا ہے۔ اور ساری انسانیت اسکے گرد چکر لگا رہی ہے۔ آج دنیا میں سب سے وسیع رقبہ معدہ کا ہے۔ یوں کہنے کو تو وہ انسان کے جسم کا بہت مختصر حصّہ ہے لیکن اس کا طول و عرض اور عمق اتنا بڑھ گیا ہے کہ ساری دنیا اس میں سماتی چلی جا رہی ہے یہ معدہ اتنی بڑی خندق ہے کہ پہاڑوں سے بھی نہیں بھرتا۔ آج سب سے بڑا مذہب، سب سے بڑا فلسفہ معدہ کی عبادت ہے۔ تعلیم گاہوں میں اسی کا غلام بنانا سکھایا جا رہا ہے، آج کامیاب انسان بننے کا فن سکھایا جاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں دولت مند بننے کا۔ آج دولت مند بننے کی ریس ہے۔ دولت مند بننے کی حرص اتنی بڑھ گئی ہے کہ انسان کو خود اپنے تن من کا ہوش نہیں رہا۔ مطالعہ علم اور فن لطیفہ کا مقصد بھی یہی ہو گیا ہے کہ انسان کہاں سے زیادہ سے زیادہ روپیہ حاصل کر سکتا ہے۔ سب سے بڑا ہنر یہ ہے کہ لوگوں کی جیبوں سے کسی طرح روپیہ نکال کر اپنی جیب بھری جائے۔ پھر اتنا نہیں بلکہ تھوڑے سے تھوڑے وقت میں زیادہ سے زیادہ دولتمند بننے کی کوشش کی جاتی ہے۔ دولت مند بننے کی کوشش تمدن اور سوسائٹی کے لیے اتنی مضر نہیں جتنی دولت مند بننے کی ہوس یہی ہوس رشوت، خیانت، غبن، چور بازاری، ذخیرہ اندوزی اور حصول دولت کے دوسرے مجرمانہ ذرائع پر آمادہ کرتی ہے اس لیے کہ ان مجرمانہ طریقوں کے بغیر جلد دولت مند بننا ممکن نہیں۔ اسی ذہنیت کی وجہ سے ساری دنیا میں ایک مصیبت برپا ہے۔ دفتروں میں طوفان ہے، منڈیوں میں قیامت کا منظر ہے آج کے انسان جونک بن گئے ہیں اور انسان کا خون چوسنا چاہتے ہیں۔ آج کوئی کام بے غرض اور بے مطلب نہیں رہا آج کوئی شخص بغیر اپنے فائدے اور مطلب کے کسی کے کام نہیں آتا۔ آج ہر چیز اپنی مزدوری اور اپنی فیس مانگتی ہے کبھی کبھی تو یہ خیال ہونے لگتا ہے کہ اگر درخت کے سائے میں دم لیں گے تو شاید یہ درخت بھی اپنی فیس اور مزدوری مانگنے لگیں گے

مقصود زندگی

آج کل سب کا حال یہی ہو رہا ہے کہ دولت اور خواہشات نفس کا نشہ سوار ہے آج دولت کمانا ہی زندگی کا مزہ بن گیا ہے۔ آج دنیا میں صرف ڈھائی تین مزے سمجھے جاتے ہیں۔ اور ساری دنیا ان کے پیچھے دیوانی ہو رہی ہے۔ ان کو یہ نہیں معلوم کہ روح کا مزہ کیا ہے۔ اور دوسروں کے لیے اپنا گھر جلا کر کیا مزہ ملتا ہے۔ کسی کی خدمت کر کے کسی کے واسطے خود تکلیف اٹھا کر کیا مزہ ملتا ہے۔ پیغمبر انسانوں کو دو مزے بتلانے آئے تھے۔ جن کو وہ بھلا چکے تھے۔ یہ کام انہیں کا تھا کہ نکالے جا رہے ہیں، پریشان کئے جا رہے ہیں۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ مگر ان کو مزہ آ رہا ہے، آج یہ مزہ اڑ گیا ہے۔ آج بھی اگر دنیا یہ جان لے کہ مزہ صرف شکست دینے میں ہی نہیں شکست کھانے میں بھی ایک مزہ ہے تو دنیا کا نقشہ بدل جائے اور ساری زندگی ختم ہو جائے یا سی اختلافات اور نظام سلطنت تو فرصت کی باتیں ہیں ہم تو یہ جانتے ہیں کہ ان دنوں حکومت خواہشات کی ہے۔ حکومت یا قبضہ خواہ کسی قوم یا پارٹی کا ہو اور کوئی صدر یا وزیر ہو مگر دراصل ہر جگہ نفس کا قبضہ اور خواہشات کا تسلط ہے۔ پہلے برطانیہ کے متعلق کہتے تھے کہ اس کی سلطنت میں آفتاب غروب نہیں ہوتا۔ لیکن آج جس حکومت اور سلطنت میں آفتاب غروب نہیں ہوتا وہ نفس کی خواہش اور من کی چاہت ہے۔ وقت کا فرمان یہ ہے کہ نفس کی خواہش پوری کی جائے۔ دل کی آگ بجھائی جائے۔ انسانوں کے خون کی نہریں بہتی ہوں خواہ انسانوں کے اوپر ان کی لاشوں کو روندتے ہوئے گذرنا پڑے خواہ قومیں اس راستے میں پامال ہو جائیں خواہ ملک کے ملک ویران اور تباہ ہو جائیں

پیغمبروں کا کردار

لیکن اس میں ذرا بھی تعجب کی بات نہیں۔ سینکڑوں برس سے جو تعلیم انسانوں کو دی جاتی ہے۔ خواہ وہ تعلیم گاہوں کے ذریعہ ہو یا سینماؤں کے ذریعہ یا ادب اور شاعری کے ذریعہ اور جو ہر ملک اور قوم میں رائج ہے اس کا حاصل یہی ہے کہ تم من کے راجہ ہو اور نفس کے غلام، اس زمانے کے سارے انسانوں کی آبادیاں اس لحاظ سے ایک سطح پر ہیں۔ اور اسکے خلاف کوئی آواز سنائی نہیں دیتی۔ ملکوں کے خلاف بغاوت کرنے والے بہت ہیں۔ مقامی مسائل کے لیے جان کی بازی لگا دینے والے بہت ہیں۔ لیکن انسانیت کے لیے مرنے والے کتنے ہیں۔ کتنے ایسے ہیں جن کو حقیقی انسانیت کی فکر ہے۔ آج اگر دنیا میں کسی کو انسانیت کی انحطاط کا احساس بھی ہے تو اس میں یہ جرأت نہیں کہ انسانیت کے لیے

آوازاٹھائے سارے کرۂ ارض میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں ہے جو انسانیت کے لئے اپنی قربانی دے۔ یہ دراصل پیغمبروں ہی کی جرأت تھی۔ خواہ وہ ابراہیمؑ یا موسےؑ، عیسیٰؑ ہوں یا محمدؐ ہوں۔ اللہ کا درود وسلام ان پر کہ انہوں نے ساری دنیا کو چیلنج کرکے انسانیت کے خلاف جو بغاوت جاری تھی اس کو رد کیا۔ ان کے سامنے دنیا کی لذتیں اور دولتیں لائی گئیں مگر انہوں نے سب کو ٹھکرا دیا۔ اور انسانیت کے دور میں اپنی جان کو خطرے میں ڈالا اللہ کے برگزیدہ اور منتخب بندوں کی یہ جماعت جس کو پیغمبروں کی جماعت کہا جاتا ہے دنیا کو کچھ دینے کے لئے آئی تھی دنیا سے کچھ لینے کے لئے نہیں آئی تھی! ان کی کوئی ذاتی غرض نہ تھی انہوں نے دوسروں کے بننے کی خاطر اپنے کو مٹایا۔ انہوں نے دوسری آبادی کی خاطر اپنے گھر کو اجاڑا۔ انہوں نے دوسری خوشحالی کے لئے اپنے متعلقین کو فقروفاقہ میں مبتلا کیا۔ انہوں نے غیروں کو نفع پہنچایا اور اپنوں کو منافع سے محروم کیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ساری دنیا کے غریبوں کے لیے زکوٰۃ کا انتظام کیا اور اپنے خاندان کو قیامت تک کے لئے اس سے محروم کر دیا۔ کیا دنیا کے رہنماؤں میں ایسی بے غرضی اور خلوص کی مثالیں مل سکتی ہیں؟

پیغمبروں نے اپنے اپنے زمانے میں اپنی اپنی قوموں میں خلش پیدا کی۔ اور ان کو محسوس کرایا کہ موجودہ زندگی خطرے کی ہے، جو لوگ اطمینان کے عادی تھے اور میٹھی نیند سو رہے تھے اور میٹھی نیند ہی سونا چاہتے تھے۔ انہوں نے پیغمبروں کی اس دعوت پر تنبیہ کے خلاف سخت احتجاج کیا۔ اور بڑی شکایت کی کہ انہوں نے ہمارا عیش مکدر کر دیا۔ اور ہماری نیند خراب کی لیکن جو گھر میں آگ لگی ہوئی دیکھتا ہے وہ سونے والوں کی پروا نہیں کرتا اور اس کو کسی کی نیند پر کبھی ترس نہیں آتا۔ پیغمبر انسان کے حقیقی ہمدرد تھے اور دنیا کو خواب خرگوش سے بیدار کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ دنیا کے گمراہ رہنماؤں اور نفس کے بندوں نے دنیا کو مارفیا ـــــ کے انجکشن دیے اور اس کو تھپک تھپک کر سلایا مگر پیغمبروں نے انسانوں کو جھنجھوڑا اور غفلت سے بیدار کیا یہ چھوٹی چھوٹی جنگیں اور لڑائیاں دراصل اس لئے ہوگئیں کہ دنیا سے غفلت دور اور دنیا پر جو تاریکی مسلط ہے وہ ختم ہو۔ انسان حقیقی انسانیت کو سمجھے۔

ہمارے سامنے سب سے زیادہ ممتاز اور سب سے زباہ واضح اور روشن اور سب سے زیادہ بلند مرتبہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ اگر ہم اس حقیقت کا اظہار نہ کریں تو یہ ایک خیانت ہوگی۔ ہمارا ضمیر اس کی اجازت نہیں دیتا کہ ان کے اس احسان کو نہ بتلائیں جو انہوں نے انسانیت پر کیا۔

تعارف وتبصرہ

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کی دو جلدیں دفتر میں ضرور بھیجئے ـــــ مدیر

سیرتِ نبوی قرآنی

مولانا عبدالماجد دریاآبادی مرحوم

قیمت: ۲۵/۰۰ روپے

ملنے کا پتہ: مکہ بکس ۵ بخش سٹریٹ بیرون موری دروازہ، لاہور

مولانا عبدالماجد صاحب دریاآبادی مرحوم حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی قدس سرہ کے مرید صادق، قرآن کے مفسر، علم و شرافت کی روایت کے امین اور صاحب علم و قلم بزرگ تھے الحاد کے کوچہ سے وہ مرشد تھانوی کی نگاہ و فیض کے سبب "صراط مستقیم" کی طرف لوٹے اور پھر اپنے قلم سے عمر بھر اس کی تلافی کرتے رہے (اللہ تعالےٰ اپنے کرم کا معاملہ ان کے ساتھ فرمائے) ان کی متعدد تصانیف میں سے ایک یہ تصنیف ہے جو ایک نوزائیدہ ادارے "مکہ بکس" نے چھاپی ہے۔ دراصل یہ مولانا کی مستقل تصنیف نہیں بلکہ مرحوم کے چند لکچر ہیں جو انہوں نے ۱۹۵۷ء میں مدراس نیو کالج" میں "سیرت نبوی قرآن مجیدؐ روشنی میں" دے۔ جنوبی ہند کی مسلم ایجوکیشنل ایسوسی ایشن نے انہیں چھپوانا تھا لیکن اس کے روح رواں ڈاکٹر عبدالحق مرحوم کے اچانک سانحہ ارتحال نے وہ سارا پروگرام متاثر کر دیا۔ بالآخر مولانا نے خود ہی اس کا اہتمام کیا حضرت امام اہلسنت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی روشنی میں سیرت پر مختصر رسالہ لکھا تھا مولانا نے اسے سامنے رکھا اور مزید بعض چیزیں سامنے رکھ کر ان پر نظرثانی کرکے اسے ایک مستقل تصنیف بنا دیا۔

کتاب ۱۸×۲۲ کے ۲۱۶ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں درج ذیل عنوانات کے تحت خطبات ہیں:۔

ظہور کی پیش خبریاں، نام نسب وطن زمانہ، فضائل خصائل، مشاغل، رسالت و بشریت، ہجرت، غزوات و محاربات، معاصرین اس میں مشرکین، یہود و نصاریٰ، منافقین اور مومنین کا ذکر ہے۔ معجزات و دلائل اور خانگی اور ازدواجی زندگی ـــــ ہر خطبہ میں مولانا نے متعلقہ قرآنی آیات کو بڑے اہتمام اور خوبی سے جمع کیا ہے۔ اس کا دلنشیں ترجمہ و تفسیر پیش کرکے سیرت کے سلسلہ میں ایک نئے باب کی رہنمائی کی ہے ـــــ واقعہ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی سیرت طیبہ کا سب سے بڑا ماخذ قرآن عزیز ہے لیکن اسی سے بے اعتنائی برتی گئی۔ مولانا سمیت چند ہندوستانی علمار مستحق تبریک ہیں جنہوں نے اس سلسلہ میں پیش رفت کی ان میں سے مولانا عبدالشکور کا ذکر تو آ چکا ہے۔ دوسرے مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم ہیں۔ بہرحال ہم اس قابل قدر کتاب کا زبردست خیر مقدم کرتے ہیں اور ناشرین کے لئے دعاگو ہیں اور ملک کے ہر پڑھے لکھے آدمی سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اپنے مقتدار و پیشوا اور خدا کے آخری پیغمبر علیہ السلام کی سیرت کی جلوہ آفرینیوں کا نظارہ کرنے کے لئے اس کتاب کو فوراً خریدیں گے اور پڑھ کر اپنے ایمان و یقین میں اضافہ کریں گے۔ ظاہری حسن خوب ہے ـــــ فجزاھم اللہ تعالیٰ۔

مجلہ ہجرت محمدیہ

تنظیم ارائیاں (رجسٹرڈ) کراچی نے ہجری تقریبات کے سلسلہ میں رسالہ سائز پر ۱۴۰ صفحات کا یہ خوشنما تحفہ

قوم کے سامنے پیش کیا ہے جس میں ایک حصّہ تو برادری کی تنظیم، اس کے قابل قدر افراد اور اس قسم کی سرگرمیوں کے سلسلہ میں وقف ہے لیکن ایک حصّہ ایسا ہے جس میں بعض نہایت ہی قابل قدر مضامین ہیں۔ اس رسالہ کی ترتیب و تدوین برادری کی اس کمیٹی کی مرہون منت ہے۔ جس میں چھ حضرات شامل تھے اور ان کے چیئرمین تھے۔ جناب میاں محمد سعید۔ موصوف سے ہمیں ذاتی نیاز حاصل ہے اس کے علاوہ حضرت ام المومنین صدیقہ کائنات سلام اللہ تعالےٰ علیہا و رضوانہ کی سیرت طیبہ پر ان کی قابل قدر تصنیف نے ہمارے دل موہ لئے اور اب جناب نبی کریم علیہ السلام کی سیرت پر ایک اچھوتی کتاب "فارقلیط" کے نام سے لکھ رہے ہیں۔ جس کا ایک حصّہ ان سطور کے راقم کو دیکھنے کا موقعہ ملا، اور آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔ میاں صاحب اور ان کے رفقاء نے ظاہری و معنوی حسن کا بھرپور اہتمام کیا ہے۔ ملک کے بعض انتہائی قابل احترام اہل قلم سے مضامین حاصل کئے ہیں اور اس طرح ان عالمگیر خوشبوں کو دوبالا کرنے کا باعث بنے ہیں۔ جو ہجری تقریبات کے سلسلہ میں ہو رہی ہیں۔ یہ قابل قدر مجلّہ تنظیم کے دفتر رابطہ کمرہ ۱۱ تیسری منزل نادر ہاؤس آئی آئی چندریگر روڈ کراچی سے دستیاب ہے۔ ہمیں امید ہے کہ احباب اس کی طرف بھرپور توجہ کرینگے اور اس خوبصورت مجلہ کو اپنی لائبریری کی زینت بنائیں گے۔

ہلالِ عید اور فیصلہ کن مناظرہ

حضرت مولانا کامل دین رتوکالوی مرحوم و مغفور کے یہ دونوں رسالے ہلال عید سے متعلق ہیں:—— ہلال عید کے سلسلہ میں گذشتہ چند سالوں میں بعض فتنہ پرور قسم کے لوگوں نے معاشرہ میں جو فساد پیدا کیا اس پر بہت سے سنجیدہ اور مخلص اہلِ علم نے قلم اٹھایا اور دورِ حاضر کی ایجادات پر بھرپور اور مفصل بحث کر کے بتلایا کہ ایسے اہم اور نازک شرعی امور میں ان چیزوں پر کیوں بھروسہ نہیں کیا جا سکتا؟ مرحوم کے یہ رسائل اپنی نوعیت کے بہترین رسائل ہیں۔ "ہلال عید" مستقل رسالہ ہے تو "فیصلہ کن مناظرہ" اسی سلسلہ میں وہ تحریری گفتگو ہے جو ان کے درمیان اور پیر محمد کرم شاہ صاحب جج شرعی عدالت پاکستان کے درمیان ہوئی۔ پیر صاحب کے خطوط کے علی الرغم مرحوم کی تحریر بالکل سادہ ہے اور بسا اوقات ایسی معلوم ہوتی ہے کہ اردو ادب کے ماہرین کی طبیعت شاید بوجھ محسوس کرے۔ لیکن مرحوم کے جذبات صادقہ اور ایک شرعی معاملہ میں ان کی مخلصانہ سعی سے انکار کی گنجائش نہیں۔ اسی لئے وہ تمام تر سادگی کے باوجود بھلی لگتی اور اس کے پڑھنے سے جی نہیں اُکتاتا۔

یہ دونوں رسائل -/۹ روپے اور ۱۰/۵۰ روپے میں مولانا خلیل الرحمٰن جامع مسجد اے بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور اور عبدالشکور عابد دارالعلوم دینیہ ۱۱۹ ملتان روڈ لاہور سے دستیاب ہیں۔ علماء و طلباء اور عام اہل دین و اہلِ علم کے لئے قیمتی چیزیں ہیں، ان کا حصول ضروری اور مفید ہے۔

برکات درود شریف —— اور فضائل اصحابؓ الرسولؐ

یہ دونوں رسالے مولانا ظفر احمد صاحب قادری کے قلم سے ہیں۔ پہلا رسالہ حضرت لاہوری قدس سرہٗ کے خلیفہ مولانا جمیل احمد دہلوی کے حسب ارشاد مرتّب کیا گیا ہے۔ جس میں ۱۱ ابواب ہیں اور درود پاک سے متعلق تمام چیزوں پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ درود پاک ایک عظیم الشان ہدیہ ہے جو ایک امتی اپنے آقا کے حضور پیش کرتا ہے لیکن آقا ہی کی تعلیم کی روشنی میں عمل میں لانے سے اس کے حقیقی فوائد و ثمرات سامنے آسکتے ہیں۔ خود ساختہ صیغوں کے ساتھ درود و سلام اپنے آقا کی تعلیم سے بھونڈا مذاق ہے مولانا نے اس جذبہ صادقہ سے یہ رسالہ لکھا اور خوب!

دوسرا رسالہ نام سے ظاہر ہے

(باقی ۱۶ پر)

طِبّی مشورے

حکیم آزاد شیرازی

براہ راست جواب کے خواہشمند حضرات جوابی لفافہ ضرور روانہ کریں۔

حکیم آزاد شیرازی اندرون شیرانوالہ دروازہ لاہور

نکسیر، دوار، سبات، سہر، لکنت

س: مجھے بچپن سے نکسیر کی شکایت ہے۔ بعض اوقات دس منٹ تک جاری رہتی ہے۔ عرصہ تین سال سے گھنٹہ بھر مطالعہ کرنے سے سر چکرانے لگتا ہے۔ بعض اوقات نہایت گہری نیند آتی ہے گویا خواب آور گولیاں کھا کر سویا ہوں۔ بعض دفعہ بالکل نیند نہیں آتی۔ میرا چھوٹا بھائی نو سال کا ہو چکا ہے لیکن اب تک صحیح طور پر باتیں نہیں کرتا۔ براہ کرم ان امراض کا علاج بتائیں؟

قاری مشتاق احمد

رشیدہ تحصیل چنیوٹ، جھنگ

ج: نکسیر کا علاج (۱) گِل ارمنی سرکہ کے ساتھ گھوٹ کر سر پر ضماد کریں یا آملہ خشک پانی میں گھوٹ کر ضماد کریں۔

۲۔ کتیرا دو ماشہ رات کو آدھ پاؤ پانی میں بھگو کر صبح چینی ملا کر ایک ہفتہ متواتر کھائیں۔

۳۔ نکسیر کے دورہ کے وقت کسی برتن میں گرم پانی ڈال کر ٹخنوں تک پاؤں اس پانی میں رکھ دیں۔ انشاء اللہ خون بند ہو جائے گا۔

دوار یعنی سر چکرانے کے لئے مندرجہ ذیل نسخہ استعمال کریں (۱) بادیاں (۲) کشنیز (۳) آملہ منقّٰی۔ تینوں ایک ایک تولہ نیم کوفتہ رات کو پانی میں بھگو دیں۔ صبح کو یہ پانی چینی ڈال کر پیئیں۔ رات کو اطریفل کشنیزی ایک تولہ دودھ کے ساتھ کھائیں۔

سبات: یعنی گہری نیند کے لئے مندرجہ ذیل نسخہ مفید ہے: ۱۔ کشتہ سنگ یشب ۱ ماشہ، مروارید ناسفتہ ۲ رتی، کشتہ بیخ مرجان ۲ رتی۔ پانی میں گھوٹ کر ہفتہ بھر استعمال کریں۔

سہر: یعنی بے خوابی کے لئے تخم کاہو ۳ ماشہ، تخم خشخاش ۹ ماشہ، شیرہ نکال کر میٹھا کر کے پیئیں۔

لکنت کے لئے زنجبیل ۳ ماشہ، عاقر قرحا ۳ ماشہ، دارچینی ۳ ماشہ وچ ۲ ماشہ، خردل ۲ ماشہ، قرنفل ۲ ماشہ، دار فلفل ۱½ ماشہ، فلفلمویہ ۱½ ماشہ، مویزج ۱½ ماشہ، سیر بھر پانی میں جوش دیں اور اس پانی سے غرغرے کرائیں۔

پیشاب کی کثرت

س: میری عمر اٹھارہ سال ہے۔ کافی عرصہ سے پیشاب کی زیادتی کی شکایت ہے۔ اب ایک ماہ سے ہر دس منٹ بعد پیشاب آتا ہے جس سے سخت پریشانی ہوتی ہے کوئی بے حد آسان اور مجرب نسخہ لکھئے۔

آر ایم۔ طاہر

گوجرہ۔ ضلع فیصل آباد

ج: آپ معجون کندر یا جوارش زرعونی صبح و شام ¾ ماشہ کھانے کے بعد کھائیں نیز روزانہ صبح کشتہ پوست بیضہ مرغ ۱ رتی مکھن میں ملا کر کھایئے۔ انشاء اللہ صحت ہوگی۔

خونی بواسیر

س: مجھے ایک عرصہ سے خونی بواسیر کی شکایت ہے۔ سال چھ مہینے بعد خون آ جاتا ہے۔ مسّے بھی ہیں مگر ان میں تکلیف نہیں ہوتی۔ آسان اور سستا علاج بتایئے؟

شمس الدین، محلہ منو آباد، نواب شاہ (سندھ)

ج: آپ نسخہ ذیل متواتر ۲ ماہ تک استعمال کریں انشاء اللہ صحت ہوگی۔ بکن بوٹی ۱ تولہ، مرچ سیاہ سات عدد۔ دونوں چیزیں گھوٹ کر آدھ پاؤ پانی ملا کر چھان کر صبح سویرے پی لیا کریں۔

بچوں کی محفل

تحریر، حبیب اللہ قادری، لاہور

سلطان فتح علی ٹیپو رح

دوسری جنگ میسور کا سماں تھا۔ انگریزی فوج بُری طرح پسپا ہو رہی تھی۔ ہر طرف آہ و بکا جاری تھی۔ بھاگو بھاگو دیو آگیا دیو آگیا۔ سلطان فتح علی ٹیپو کا جلال اور ہیبت پوری انگریز فوج پر طاری تھی۔ فتح علی ٹیپو کو دیکھ کر دشمن کے اوسان خطا ہو جاتے۔ شکست ذلت اور رسوائی اس کا مقدر بن جاتی۔ انگریزوں نے جب بھی اُس سے ٹکر لی ہمیشہ منہ کی کھائی۔

سلطان فتح علی ٹیپو سے بار بار جنگ کرکے شکست کھانا انگریز کی تقدیر میں لکھا جا چکا تھا۔ اور اس عیار دشمن نے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لی تھی کہ اس مردِ غازی اور نڈر و بے باک سپاہی کو شکست دینا ہمارے بس کی بات نہیں۔ چنانچہ انگریز نے اس کے لئے الٹی چال چلی۔ سلطان ٹیپو کے قریبی ساتھیوں کو روپے پیسے کا بہت بڑا لالچ دیا اور اُس کے قریبی ساتھیوں کو اپنے ساتھ ملا لیا اور اپنوں کی اس غداری کے نتیجہ میں سلطان فتح علی ٹیپو کو اپنی آدھی سلطنت سے ہاتھ دھونے پڑے۔ لیکن یہ مردِ غازی کب خاموش بیٹھنے والا تھا۔

سلطان فتح علی ٹیپو نے سات سال کے عرصہ میں اپنی قوت کو اکٹھا کیا۔ اور دشمن پر ضرب کاری لگانے کی ٹھان لی۔ لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ دشمن نے پھر وہی چال چلی اور سلطان کے معتمد ساتھیوں کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ سلطان فتح علی ٹیپو کو اپنے قلعہ میں محصور ہونا پڑا۔ اور آخر کار لڑتے لڑتے جام شہادت نوش کیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایک انگریز افسر نے سلطان ٹیپو کی لاش پر کھڑے ہو کر کہا کہ آج ہندوستان ہمارا ہے۔

جام شہادت نوش کرتے وقت ٹیپو سلطان کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے۔ کہ "گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی بہتر ہے۔"

اپنوں کی غداری کی وجہ سے اسلام کا یہ عظیم سپاہی، عقلمند حکمران، حوصلہ مند سپہ سالار اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اگرچہ اپنوں کی سازش کی وجہ سے وہ اپنے مشن میں ناکام رہا لیکن رہتی دُنیا تک اس عظیم مردِ آہن کا نام ہمیشہ زندہ و تابندہ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اُن کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

ذاتی زندگی

سلطان ٹیپو کا اصل نام فتح علی تھا۔ اور ٹیپو اس کا لقب تھا۔ جس کے معنی شیر کے ہیں۔ ان کی والدہ کا نام فخر النساء بی بی تھا۔ ٹیپو ۱۷۵۱ء میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ایک ہی دن میں دو شادیاں کیں ایک اپنی والدہ کی مرضی سے اور ایک اپنی مرضی سے۔

سلطان ٹیپو بچپن ہی سے بہت حاضر جواب اور بہادر تھے۔ انہوں نے بچپن ہی سے اپنے والد کے ساتھ جنگی کارروائیوں میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ وہ ایک نیک اور پرہیزگار اور عادل حکمران تھا۔ مسلمان آج بھی اُن کا نام ادب اور احترام سے لیتے ہیں۔ اور انگریز مائیں آج بھی اپنے بچوں کو ٹیپو کا نام لے کر ڈراتی ہیں۔ مورخین لکھتے ہیں۔ اگر ٹیپو سلطان زندہ رہتے اور ان کے ساتھ غداری نہ ہوتی تو آج برصغیر تو کیا۔ ایشیا اور یورپ کی تاریخ کچھ اور ہوتی۔

بقیہ : قرار دادیں

نصاب تعلیم میں خلفائے راشدین رض کی فتوحات، اصلاحات اور کارنامے تفصیل کے ساتھ درج کئے جائیں تاکہ نئی نسل اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چل سکے۔

———— براہ کرم

پاکستان میں خلفائے راشدین رض کے

ٹیلی فون نمبر ۶۷۵۴۵
ہفت روزہ خدام الدین لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر
منظور شدہ محکمہ تعلیم
قرآن پاک
پڑھیے ـــ عمل کیجئے
ـــ اور دارین میں کامیابی حاصل کیجئے
بہترین طباعت سے آراستہ • عمدہ کاغذ • شاندار جلد
حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا
مترجم و محشیٰ
قرآن عزیز
خود بھی پڑھیے اور دوسروں کو بھی پڑھائیے
قسم اعلیٰ ۲۰۰/- روپئے قسم اول ۸۲/- روپئے قسم دوم ۵/۰۰ روپئے قسم سوم ۵۰/۰۰ روپئے
ناشر
انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور